SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, August 08, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty four minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ و ما نزل من الحق و لا یکونوا کالذین اوتوا الکتٰب من قبل فطال علیھم الا مد فقست قلوبھم و کثیر منھم فٰسقون۔ اعلموٓا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا قدبینا لکم الاٰیٰت لعلکم تعقلون۔

ترجمہ: کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھا دی ہیں، شاید کہ تم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, August 08, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty four minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ و ما نزل من الحق و لا یکونوا کالذین اوتوا الکتٰب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فٰسقون۔ اعلموٓا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا قدبینا لکم الاٰیٰت لعلکم تعقلون۔

ترجمہ: کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھا دی ہیں، شاید کہ تم

عقل سے کام لو۔

(سورۃ الحدید، آیات 17-16)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الھم صلّ علی محمد و علی آل محمد۔

I will take up the leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۴ تا ۶ اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر محمد ابراہیم خان بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ ۴ اور ۵ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ ثمین صدیقی نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۷ اور ۸ اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۴، ۷ اور ۸ اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Item No. 2, Senator Mushahid Hussain Sayed. Please move Item No. 2.

Laying of the Report of the Standing Committee of the Foreign Affairs on Afghanistan

Senator Mushahid Hussain Sayed: Thank you very much sir, Mr. Chairman, and it is my pleasure to present the report of the Standing Committee of the Foreign Affairs on Afghanistan.

جناب چیئرمین! اور یہ رپورٹ ہے on Pakistan and Afghanistan relations. اور اس حوالے سے میں بتاتا چلوں کہ یہ پاکستان اور افغانستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہماری خارجہ امور کی کمیٹی نے ایک initiative لیا اور جس کا میں چیئرمین بھی ہوں کہ ہم پاکستان افغانستان parliamentary dialogue کرائیں۔ دیکھیں جی ریاستی تعلقات میں، سرکاری تعلقات میں، government to government relations میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے لیکن افغانستان اور پاکستان کی جو destinies ہیں، they are interlinked, we need each other, we don't have a fundamental conflict of interests. افغانستان میں امن ہے تو پاکستان میں امن ہے، پاکستان کے علاقے فاٹا یا بلوچستان اور Frontier کی border line میں امن ہے تو افغانستان میں امن ہے تو یہ dialogue ہم نے initiate کیا۔ ہمیں support کیا Hanns Seidel Foundation نے۔ ان کو میں نے یہاں پر invite کیا، سید حامد گیلانی جو ان کے ڈپٹی چیئرمین ہیں، جو جدہ میں ہوتے ہیں، وہ یہاں پر delegation لے کر آئے اور ایک بڑا important memorandum of understanding ہم نے sign کیا and I am grateful to you, sir, for your support کہ اس کے تحت we will have this Pakistan - Afghanistan parliamentary dialogue every six months. ہر چھ مہینے میں یہ dialogue ہوگا۔ پہلا dialogue اسلام آباد میں ہوا ہے، انشاء اللہ سال کے آخر سے پہلے دوسرا dialogue کابل میں ہوگا اور ہماری کمیٹی کابل جائے گی۔ میں نے اور دوستوں کو بھی request کی ہے جیسا کہ سینیٹر مندوخیل صاحب اور دوسرے بھی کہ آپ آئیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ امن قائم ہو، سلامتی قائم ہو اور حکومتوں کے تعلقات سے بالاتر ہو کر جو پاکستان اور

افغانستان کے عوام کے دیرینہ تعلقات ہیں ان کو مضبوط کریں اور مضبوط کرنے کا بہترین طریقہ

is through the parliaments of both countries which represent the will of the people of Afghanistan and Pakistan respectively.

لہذا یہ report اس سلسلے میں ایک کاوش ہے

and I think it is also contributing to the national interest, to the security and peace of the region and also promoting bilateral goodwill between the people of Pakistan and Afghanistan particularly the two parliaments. I also thank you, sir, for your full support. You have always been very kind. Senate Foreign Relations Committee

کی یہ 24th report ہے اور ہم نے یہ consistent pattern رکھا ہے۔ جب ہم حکومتی
benches میں تھے یا اب ہم Opposition benches پر ہیں، ہماری کارکردگی میں، ہماری
commitment to Parliament, making it the pivot of decision making. میں کوئی
فرق نہیں آیا اور

I am grateful to my team especially the members of Parliament from both sides of the aisle and also the Secretary of the Foreign Relations Committee, Mr. Iftikharullah Babar for the efficient and good work that he has done. Thank you, sir.

Mr. Chairman: My compliments to you, Mushahid sahib, and the members of the Standing Committee on Foreign Relations and to Mr. Babar and the entire Senate Secretariat staff. Yes, there has been a consistent system of put up reports which is very much appreciated. The report stands presented.

رضا صاحب، کیا یہ Item No.3 آپ introduce کریں گے؟

Bill: Restoration of Trade Union Activities in PIA.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): Sir, I am grateful to you, before I take up agenda Item No.3, sir, I am grateful to the honourable Leader of the Opposition and I am also grateful to the honourable Senator Mandokhel and the honourable Senator Prof. Ibrahim. Sir, Item No.3 is essentially a Bill which deals with Restoration of Trade Union Activities in PIA.

جناب والا! PIA کے اندر ایک Presidential Order کے تحت تمام union activities کو ban کر دیا گیا تھا and that was then subsequently saved in the 17th Amendment. لہذا اس کو undo کرنے کے لیے اور PIA کے اندر trade union activities کو بحال کرنے کے لیے ایک repealing law کی ضرورت تھی۔ میں نے فاضل Leader of the Opposition سے بات کی، سینیٹر عبدالرحیم مندوخیل صاحب اور سینیٹر پروفیسر ابراہیم صاحب سے بات کی اور حسب عادت انہوں نے cooperation show کی اور یہ کہا کہ کیونکہ یہ labour کا مسئلہ ہے اور اس میں تمام جماعتیں regardless of their affiliations وہ چاہتی ہیں کہ ملک میں trade union activities اور بالخصوص PIA کے ادارے کے اندر بحال ہوں۔ لہذا انہوں نے agree کیا ہے کہ rules کو suspend کرکے اس Bill کو immediately take up کرکے ہم pass کر دیں تاکہ پھر آپ اس کو transmit کر سکیں National Assembly میں اور پھر National Assembly اس کو take up کرے۔

دوسرا جو Bill ہے جناب والا! وہ IRO 2008 یعنی IRO 2002 کو repeal کرنے کا Bill ہے کیونکہ وہ تفصیلی Bill ہے اس لیے اس Bill کو ہم refer کر دیں گے Standing Committee کو تاکہ وہ اس کو take up کر سکیں اور پھر اگلے سیشن میں اس کو ہم لا سکیں تاکہ اس کالے قانون کو بھی ہم repeal کر سکیں اور اس کی جگہ ایک interim قانون لے

آئیں۔ اب اگر آپ کی اجازت ہو جناب! تو

before I move agenda item No.3, I would move a motion, sir.

" I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rules 86 and 87 of the said rules be dispensed with and the Bill to repeal the Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order 2001 [The Pakistan International Airline Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order (Repeal) Bill, 2008], be taken into consideration at once".

Mr. Chairman: I put the motion to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Yes, Bhinder sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! اگر پہلے introduction تھی، پھر suspension ہوتی اور پھر اگر یہ motion آتی تو بہتر ہوتا لیکن بہرحال if that is the sense of the House تو ٹھیک ہے، میں نے صرف عرض کرنی تھی۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ کی بات صحیح ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Bhinder sahib is correct. I was little confused but that is how we were guided but I think he is right.

Mr. Chairman: He is right and we will follow that in future.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! رضا ربانی صاحب کی خدمت میں ایک گزارش ہے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جب بھی آپ کوئی اچھی legislation لائے ہیں ہم نے اس کی مخالفت کبھی نہیں کی۔ ہم نے کبھی اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم نے اس کو لمبا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آج price hike تھی لیکن

حکومت کا یہ خیال کہ پہلے اس legislation کو لایا جائے، ہم نے اس کا خیرمقدم کیا ہے۔ میرے لیڈر نے اس کا خیرمقدم کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ اس کو پاس کر لیا جائے۔ ہم پاس کر رہے ہیں، ہماری اس میں کچھ suggestions ہوتیں اس کو بہتر کرنے کے لیے language, کی improvement کے لیے، اس کی implications کی، وہ ہم کرتے لیکن چونکہ یہ legislation ضروری بھی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ trade unionism کو بحال ہونا چاہیے۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ قانون جلد سے جلد پاس ہو جائے اور آج کے دن جب کہ price hike پر discussion ہو رہی تھی، اگر حکومت یہ لائی ہے تو ہمارا line of action یہ ہے کہ ہم اس میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ جو اچھی چیز یہ لاتے ہیں ہم اس کا خیرمقدم کرتے ہوئے اس میں رکاوٹ نہیں ڈالتے کیونکہ پہلے دن سے پاکستان مسلم لیگ کا موقف یہ ہے کہ جو بھی اچھی چیز آئے گی، جو اچھی legislation آئے گی ہم اس کی تائید کریں گے۔ اگر یہ legislation لائیں، پہلی legislation حکومت کی طرف سے آئی ہے اور یہ legislation in the interest of the country ہے، in the interest of the employees ہے، in the interest of the PIA ہے تو ہم اس میں رکاوٹ نہیں ڈال رہے اور ہم اس کو rules suspend کر کے بھی پاس کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بعض اوقات ہمارے Private Members, Day آگے چلے جاتے ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا جو Government Bills کے لیے حکومت کا اور Opposition کا طرز عمل ہے وہ Private Members' Day میں بھی یہی طرز عمل اپنایا جانا چاہیے۔ اس بل کے متعلق کچھ ایک دو گزارشات تھیں وہ میں نے رضا ربانی صاحب کی خدمت میں عرض کر دی ہیں وہ اس کو دیکھ لیں گے اور اس پر خاطر خواہ قدم اٹھا لیں گے۔ جناب والا! ہم اس بل میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتے، اگر حکومت اس کو پاس کرانا چاہتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں ایک بار پھر اپوزیشن کا اور جن سینیٹرز کا میں نے نام لیا اور خاص طور پر بھنڈر صاحب کا، کیونکہ بھنڈر صاحب کی ہمیشہ بہت اہم input ہوتی ہے اور ابھی بھی انہوں نے drafting میں کچھ باتیں سامنے رکھی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ typographical کر کے وہ تبدیل کروا دی جائیں لیکن میں ایک بار پھر سمجھتا ہوں کہ یہ ایک

نہایت ہی مثبت اور نہایت ہی قابل تعریف اقدام ہے جو اپوزیشن نے اس وقت کیا ہے اور agree کیا ہے کہ یہ ایک historic Bill ہے، جس کے ذریعے سے پی آئی اے کے اندر محنت کشوں کو جن کے 2001 میں حقوق سلب کئے گئے تھے۔ سینیٹ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سینیٹ نے اس Bill کو initiate کیا اور اس Bill کو ہم پاس کر رہے ہیں۔ میں اپوزیشن کا ایک بار پھر نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس میں تعاون کیا۔ جہاں تک Private Members' Bill کا تعلق ہے تو جناب! ہمارا regular session آرہا ہے اس میں انشاء اللہ we have no objection اور آپ نے پہلے بھی دیکھا کہ بہت سے دوستوں کے Bill, in fact سارے ممبروں کے جو Bills تھے ان کو ہم نے کمیٹی کے سپرد کر دیا اور بھنڈر صاحب کے جو Bills تھے ان کو Law Ministry کے ساتھ بیٹھ کر زیادہ تر کو approve بھی کیا ہے۔ We will have those passed ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ جہاں پر اچھی legislation ہے وہاں پر across the floor بات کی جائے اور اچھی legislation کو سینیٹ سے اگر ہم پاس کریں گے تو اس میں ہمارے ہاؤس کا وقار بلند ہو گا۔

Mr. Chairman: Thank you. Then would you like to move Item No.3?

Senator Mian Raza Rabbani: Yes, sir. Sir, I beg to move that the Bill to repeal the Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order 2001 [The Pakistan International Airline, Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order (Repeal) Bill, 2008], be passed.

Mr. Chairman: The matter regarding consideration has been approved and I will just take it as referred to the Standing Committee concerned.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! pass کرنے سے پہلے clauses approve کروالیں۔ Second reading یعنی clauses تو approve کروائیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Right, sir. Sir, I beg to move that the Bill to repeal the Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order 2001 [The Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order (Repeal) Bill, 2008], be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to repeal the Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order 2001 [The Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order (Repeal) Bill, 2008],be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Obviously, it has been taken into consideration. Now, we will take up clauses. The question is that Clause 2 do form part of the Bill?

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, now Clause 1, Short title and commencement.

Mr. Chairman: The question is Clause 1 Preamble do form part of the Bill?

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Obviously, Clause 1 also forms part of the Bill.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that the Bill to repeal the Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order 2001 [The Pakistan International Airlines Corporation (Suspension of Trade Unions and Existing Agreements) Order (Repeal) Bill, 2008], be passed.

Mr. Chairman: I put the motion to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Obviously, the Bill is passed. Would you like to take up item No.4 now?

(The Bill has been passed)

Senator Mian Raza Rabbani: A Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions, and improvement of relations between employers and workmen [The Industrial Relations Bill, 2008].

Mr. Chairman: The Bill is introduced and stands referred to the Standing Committee. We will now move on to the commenced motion and continue discussion. Since we still have many speakers and we have to conclude today being *Jumma* Prayer, the *Aazan* will be at 1.15 P.M., so I will request the speakers to please strictly adhere to the timeframe and avoid repetition. Dr. Ismail Buledi was conducting speech when we had adjourned. Would you like to conclude your speech? Buledi sahib.

جو باتیں کل ہو چکی ہیں ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی نئی بات ہو تو کریں۔ میرا مطلب ہے کہ آپ جو کل تقریر میں کہہ چکے ہیں ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

Discussion on the Price Hike and Law and Order Situation

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو ہمارے اسرار زہری صاحب جو آج موجود ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا تھا' ان کو آدھا گھنٹہ نیشنل ہائی وے پر arrest کیا گیا تھا۔ اس پر ہم نے walk out کیا تھا اس پر رضا ربانی نے جواب دیا کہ وہ رہا ہو چکے ہیں۔ ان کو بھی ہم کہیں گے کہ وہ اس معاملے میں بات کریں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں یہ زیادتیاں نہیں ہونی چاہیئیں۔ دوسری بات یہ کہ میں موقع کو غنیمت سمجھتا ہوں کہ موجودہ حج کے لیے انہوں نے دو لاکھ روپے کے جس package کا اعلان کیا ہے اس سے لوگ انتہائی پریشان ہیں۔ غریب لوگ جو حج پر جانے کے خواہش مند ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کے حوالے سے یہ پہلی دفعہ پچاسی ہزار روپے اضافی پچھلے حج سے زیادہ لیے جا رہے ہیں۔ لوگوں میں اس کی بڑی تشویش ہے اگر موجودہ حکومت subsidy دے دے اور پی آئی اے کا جو اضافی کرایہ ہے ان کو اگر cover کریں تو اس حکومت کے لیے بڑا ریلیف ہو گا اور لوگ اس کو سراہیں گے۔

دوسرا جو مسئلہ ہے آپ کل نہیں تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چاروں جماعتوں نے جو مواخذے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ ہماری پارلیمانی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اس پر میں پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے پہلی دفعہ کوئی ایسا کام کیا ہے جس کو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مہنگائی اور لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر میں نے کل اپنی بات مکمل نہیں کی تھی۔ جناب والا! آج کل جو سوات، ہنگو، وزیرستان ، پشاور، سرحد اور بلوچستان کے حالات ہیں وہ تو قابو سے باہر ہیں۔ وہ انتہائی تشویش ناک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری تاریخ میں اس طرح کے واقعات کی کوئی مثال نہیں ملتی باوثوق ذرائع سے یہ کہا جا رہا ہے کہ سرحد کا صوبہ ہمارے ہاتھ سے جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دانستہ طور پر ملک کو توڑنے کی یہ ایک سازش ہے۔ وہ ایک گناہ کریں، دو نہ کریں۔ ملک کو بے شک توڑیں ہمیں ذبح نہ کریں۔ یہ کیا مذاق ہے کہ صوبائی اور

مرکزی حکومت بے بس دکھائی دیتے ہیں ۔ سرحد ہنگو کے حالات ہمارے بس سے باہر ہیں۔ کسی وقت بھی وہاں پر کچھ ہو سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ اہم اجلاس ہے یہاں اس کا نوٹس لیا جائے۔ یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے کہ سرحد میں جو لاء اینڈ آرڈر کی حالت خراب ہے۔ وہاں پر جنگ کی حالت ہے، وہاں غریبوں کے گھروں کو مسمار کیا جاتا ہے کسی طالبان کا گھر مسمار نہیں ہوتا۔ بغیر کسی تحقیق کے عام لوگوں کے گھروں کو مسمار کیا جاتا ہے۔ یہاں پر جو فاٹا کے ارکان موجود ہیں یہ وہاں پر جا بھی نہیں سکتے۔ ان کے لیے خطرہ ہے۔ وہ اس طرف منہ بھی نہیں کرسکتے۔ ایک ممبر پارلیمنٹ، ایک سینیٹر اگر اپنے گھر میں بھی نہیں جاسکتا تو آپ حالات کو کس نظر سے دیکھیں گے۔ آپ بحیثیت چیئرمین اس کا نوٹس لیں اور اداروں کو ہدایت جاری کریں کہ اس کا سختی سے نوٹس لے کر وہاں کے بے گناہ لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، اس میں ایجنسیاں برابر کی شریک ہیں۔ میں نے کل بھی کہا کہ اگر کوئی ایجنسیاں ایمانداری سے انکوائری کرتیں، جو بھی یہاں پر خودکش حملہ اور دھماکے ہوتے ہیں، اگر ایک معاملے کا سراغ وہ صحیح لگا لیتے اور ان کو سزا مل جاتی تو دوسرے واقعات نہیں ہوتے۔ میں حیران ہوں ان ایجنسیوں سے کہ تنخواہ بھی لیتے ہیں، بڑے بڑے فنڈز بھی استعمال کرتے ہیں لیکن کام یہ دوسرے کے لیے کرتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اگر نہیں تو پھر ضرورت ہی نہیں ہے ان ایجنسیوں کی۔ انڈیا میں بھی ایجنسیاں ہیں، ایران میں بھی ہیں، بنگلہ دیش میں بھی ہیں، وہاں پر یہ واقعات کیوں نہیں ہوتے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے۔ جب تک امریکہ کی مداخلت پاکستان میں ہے اس وقت تک حالات صحیح نہیں ہوں گے۔ حالات کو ٹھیک کرنے کا ایک ہی حل ہے کہ امریکہ سے دوٹوک الفاظ میں کہنا چاہیے کہ آپ کو ہمارے اندورنی معاملات میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر آپ مداخلت کریں گے تو حالات مزید خراب ہوں گے۔ آپ کے لیے بھی ہوں گے اور ہمیں آپ خواہ مخواہ خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

دوسرا بلوچستان کے جو حالات خراب ہیں جناب چیئرمین! وہاں آج بھی لوگ پہاڑوں میں ہیں۔ڈیرہ بگٹی اور مختلف علاقوں میں اپریشن جاری ہے اور لاپتا ہزاروں لوگوں کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملاہے۔ نئی حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم بلوچستان کے حالات کو ٹھیک کریں گے لیکن ابھی بھی اسی نئی حکومت کے دور میں اپریشن جاری ہے۔ لہٰذا اپریشن

فوری طور پر بند کیا جائے کیونکہ بلوچستان میں حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ انہوں نے صاف جواب دیا ہے کہ اگر گورنمنٹ اپریشن ختم نہیں کرتی ہمارے خلاف تو ہم پہاڑوں سے واپس نہیں آئیں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہاں قبائلی عمائدین کا جرگہ بلایا جائے اور ان کو ان کے پاس بھیجا جائے، ان کے ساتھ بات کی جائے۔ ان کے جو تحفظات ہیں، ان کی جو demands ہیں ان کو مطمئن کیا جائے ورنہ بلوچستان کے جو حالات ہیں وہ انتہائی سنگین ہیں، تشویش ناک ہیں اور وہاں جناب چیئرمین! کوئی تحفظ نہیں ہے۔ وہاں سیکریٹریٹ کے سامنے بھی دھماکے ہوتے ہیں اور National Highway میں روزانہ دھماکے ہوتے ہیں، وہاں گیس پائپ اڑائے جاتے ہیں۔ حالات اگر اسی طرح چلتے ہیں تو ان کا ذمہ دار کون ہے؟

مہنگائی کے حوالے سے کل میری تجویز تھی کہ جو عام غریب کے لیے جو چار پانچ items ہوتے ہیں جیسے دال ہے، گھی ہے، چاول ہے، آٹا ہے اور سبزی ان پر غریب عوام کے لیے رعایت ہونی چاہیے۔ ان پر subsidy دینی چاہیے اور غریبوں کے لیے ان کے ریٹ میں 50% کمی کی جانی چاہیے ورنہ جناب چیئرمین! یہاں لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جس کے چھ بچے ہیں وہ دو بچوں کو فروخت کرنا چاہتے ہیں کہ دو بچوں کو جا کر کسی گڑھے میں ڈال دیں کیونکہ ہم کیسے ان کو سنبھالیں گے۔ ان کی تعلیم بھی ہے، ان کا میڈیکل بھی ہے، ان کو ایک سایہ بھی دینا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ان کا قصور یہ ہے کہ اللہ نے ان کو غریب پیدا کیا ہے تو جناب یہ کوئی قصور تو نہیں ہے۔ اگر ہم ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، ٹی اے ڈی اے لیتے ہیں اور یہاں ہم عیاشیاں کرتے ہیں تو ان غریبوں کے ووٹوں کی وجہ سے۔ 98%, 95% غریب ہمیں ووٹ دیتے ہیں اور نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں بھیجتے ہیں لیکن مجھے نو سال کا عرصہ ہو چکا ہے ہم نے آج تک کبھی غریبوں کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی ہے کہ وہ غریب جن کا کوئی روزگار نہیں، وہ غریب جن کی تنخواہ پانچ ہزار ہے وہ کس طرح گزارا کرتے ہیں؟ آپ پوری دنیا میں جائیں، لندن جائیں، امریکہ جائیں۔ وہاں پر معمر لوگ جو ساٹھ سال سے زیادہ کے ہیں وہاں ان کے لیے گزارا الاؤنس بھی ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے، اب conclude کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بالکل میں ختم کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بھی بے روزگاروں کے لیے الاؤنس ہونا چاہیے اور جو معمر حضرات ہیں، بوڑھے ہیں، ان کے لیے بھی الاؤنس ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں مہنگائی سے لوگ اتنا تنگ آ چکے ہیں کہ لوگ پریشان ہیں کہ وہ کس طرح زندگی گزاریں۔ تو یہ نئی حکومت کے لیے چیلنج ہے۔ اگر انہوں نے اس کو بہتر نہ کیا تو قوم ان کی معاف نہیں کرے گی۔ آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک بات جو آخر میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے آخر میں مجھے ایک point of order پر کچھ کہنا ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو۔ ابھی کہہ دوں یا بعد میں آپ اجازت دیں گے؟

جناب چیئرمین: بعد میں اگر time ہوا کیونکہ آج ختم کرنا ہے اور speakers کافی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اگر میں ابھی کر دوں۔

جناب چیئرمین: آپ تقریر میں کہہ دیتے نا، ذرا مختصر رکھیں جو بھی آپ کا point ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ایک تو یہ ہے کہ جناب! جو سوالات سینیٹ میں پیش نہیں ہوئے ان کو آپ lapse نہ ہونے دیں تاکہ ---

جناب چیئرمین: وہ میں discuss کرلوں گا کہ کیا فیصلہ کرنا ہے leaders کے ساتھ بات کر کے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: کیونکہ اس دفعہ تو سوالات آئے نہیں۔

جناب چیئرمین: وہ یہی فیصلہ ہوا تو میں leaders کے ساتھ discuss کر کے دیکھ لوں گا کہ کیا کرنا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دوسری بات یہ ہے کہ پچھلی دفعہ میں نے اجلاس میں raise کیا تھا کہ جو بلوچستان کے سیلاب زدگان کے لیے آٹھ ارب روپے انہوں نے منظور کیے تھے۔ رضا ربانی صاحب نے اس ہاؤس میں ہمیں یقین دہانی کرائی تھی کہ یہ رقم صوبہ بلوچستان کو بھیج دیں گے۔ جناب چیئرمین! وہاں پر اس گرمی میں بھی لوگ خیموں میں رہ رہے ہیں اور وہ

اس امداد کا انتظار کر رہے ہیں لیکن آج تک وہ پیسے release نہیں ہوئے۔ میں نے چیف سیکرٹری سے بات کی اور وزیر اعلیٰ نے مجھے کہا پچاس کروڑ انہوں نے دیے ہیں جبکہ یہ پچاس کروڑ کسی کام کے نہیں ہیں۔ لہٰذا آٹھ دس اضلاع میں سیلاب زدگان اس انتظار میں ہیں اور خاص کر کے میرانی ڈیم اور جو تربت میرا اپنا علاقہ ہے اس میں لوگ دربدر ہیں اور اتنی مشکل میں خیموں میں رہ رہے ہیں۔ وہاں نہ کوئی راشن ہے نہ پانی ہے۔ وہ بے یارومددگار وہاں پڑے ہوئے ہیں۔ اس پر اگر رضا صاحب اٹھ کر بتا دیں کہ پوزیشن کیا ہے؟

جناب چیئرمین: رضا صاحب انشاء اللہ آپ کو بتا دیں گے۔ ہم نے بھی یہاں سے initiate کیا ہوا ہے۔ جی۔ Mr. Mushahid Hussain.

Senator Mushahid Hussain Sayed: Mr. Chairman! thank you for giving me the opportunity

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں جو issues ہیں جس پر پاکستان کی سینیٹ آج debate کر رہی ہے ان کا آپس میں ایک بڑا گہرا تعلق ہے یعنی داخلی سلامتی اور قیمتیں کیونکہ داخلی سلامتی کا تعلق بھی استحکام سے ہوتا ہے اور جس طرح قیمتیں بڑھ رہی ہیں چاہے قیمتیں food items کی ہوں یا fuel کی قیمتیں ہوں، oil and gas کی تو یہ اگر قیمتیں بڑھتی ہیں، عوام میں انتشار پیدا ہوتا ہے

and these have the potential to destabilize the political system. So, there should be a concurrent move.

کہ اگر internal security کا ہم نے کچھ کرنا ہے تو ساتھ price hike کا بھی کریں اور price hike کے لیے

we have to give relief to the common man whether we do it through subsidies, whether we do it through other arrangements or better management within the system.

خاص طور پر fuel prices کا and don't pass on high prices of oil to the people of

Pakistan. اور خاص طور پر گیس کی جو price rise ہوئی ہے وہ unacceptable ہے کیونکہ
ہم خود گیس produce کر رہے ہیں اور CNG کی price کو change بھی کیا گیا اور وہ
زیادتی ہوئی کہ وہ price hike دے کر پھر بعد میں کیا گیا تو اس قسم کی نالائقی حکومت کو
avoid کرنی چاہیے۔

جو داخلی سلامتی کی بات ہے، ابھی پرسوں کا واقعہ ہوا ہے کہ ڈینش ایمبیسی کا جو
suspect تھا he was being brought in by the police. وہ راستے میں escape کر گیا۔
اب اتنا important suspect ہے OK, he is not the convict but he is under
suspicion, he is under arrest. تو یہ متواتر واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے
کہ ہمارا internal security کا سسٹم that needs to be revamped and also I feel that
national security کا جو ہمارا concept ہے اس کو re-define کرنے کی ضرورت ہے۔
National security ہو داخلی سلامتی ہو اس پر صرف پولیس یا آرمی یا intelligence کام
نہیں کرتی بلکہ اس کا جو سارا concept ہے اس میں پارلیمنٹ کا بڑا important role ہے۔ قومی
سلامتی قومی وحدت کی علامت ہوتی ہے اور کیا چیز ملک کو جوڑتی ہے؟ National security کی
organizations بھی، آرمی بھی ہے، پولیس بھی ہے، intelligence بھی ہے لیکن اس کے
علاوہ جو civilian components ہیں they also have to be included in national
security اور داخلی سلامتی، اس میں کیا کیا ہے؟ سیاسی جماعتیں بڑی اہم ہیں۔ وہ سب صوبوں میں
ہوتی ہیں۔ وہ ملک کو جوڑتی ہیں۔ Rule of law بڑا important ہے، آئین بڑا important ہے،
پارلیمنٹ بہت important ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری بڑا اہم ہے اور صوبائی خود
مختاری کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں پاکستان کا internal security کا number one
issue اس وقت Balochista n ہے۔ Balochistan is one of the four members of
the federation. اور federation کے سارے ممبران equal ہیں irrespective of size,
irrespective of population. اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کو سب سے زیادہ
اہمیت دینے کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے خاص طور پر we need to give it a healing
touch. دست شفا، لوگوں سے بات کریں، لوگوں کو ساتھ لے کے چلیں اور جو ہماری بلوچستان

Parliamentary Committee کی report تھی جس کا میں چیئرمین تھا جو متفقہ رپورٹ تھی ۔ کچھاس کی شقیں جو implement نہیں ہوئیں اس کو implement کرایا جائے کیونکہ ایک راستہ ہے، ایک road map ہے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے لیکن ساتھ ساتھ دوسرا aspect جو ابھی complete نہیں ہوا تھا وہ ہے صوبائی خود مختاری۔ صوبائی خود مختاری جو آئین کے مطابق ہے وہ صوبوں کا حق ہے اور ساتھ ساتھ جو natural resources ہیں صوبوں کے اندر چاہے وہ تیل ہے یا گیس ہے

that is the right of the provinces of Pakistan. That right should be given by the federation and there should be implemention of that because we don't want that these provinces have a feeling of deprivation needs to be removed. So, I would place Balochistan number- 1 on the priority list

کیونکہ چاروں federation کے units میں سے ایک unit is not happy. وہاں military operation ہوتا رہا ہے ۔ That has to end, bring everybody in the national mainstream. We have to move on that. تو national security کا جو concept ہے اسے از سرنو redefine کرنے کی ضرورت ہے کہ اس میں یہ جو elements ہیں، چاہے صوبائی خود مختاری ہو، rule of law, آئین ہو، پارلیمنٹ کی بالادستی ہو یہ شامل ہونے چاہئیں۔

دوسرا ہمارا system جو ہے national security کا اس پر بھی I think کافی کوتاہی ہے۔ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ رحمان ملک صاحب جو Incharge Interior ہیں وہ olympics دیکھنے گئے ہیں۔ Olympics دیکھنے کے لئے کسی اور کو بھیجتے کیونکہ اس وقت پاکستان کے اندر security کے بڑے اہم معاملات ہیں اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارا system of security ہے، ہماری بڑی overlap ہے ۔ نئے حالات کو ہم پوری طرح counter نہیں کر سکے۔ میں تجویز کروں گا خاص طور پر ایک ISI کا role ہے external security کے حوالے سے counter intelligence کے حوالے سے، it is a professional organization ہے جس کو ہر حکومت وہ اپنا کام کر رہی ہے۔ جو Intelligence Bureau نے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا، جس کا کام ہے ہمارے ٹیلی فون tape کرنا، پھر tape

کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہوتا۔ ہر ایک صوبے کے پاس ایک Special Branch ہوتی ہے جو police کے ساتھ link ہوتی ہے۔ تو یہ ادارے جو ہیں' خاص طور پر

Intelligence Bureau and the Special Branches of the four provinces of provincial police, they should be focusing on issues of counter terrorism..

ان کے پاس سارا سلسلہ بھی ہے۔ They have the technology, they have everything. They should be tasked ان کا mandate تبدیل کریں اور وہ mandate یہ جو internal focus ہے' counter terrorism کی طرف بڑھائیں' countering extremism, countering terrorism اور ان کا focus یہ نہیں ہے کہ جو سیاسی مخالفین ہیں ان کے پیچھے لگنا' ان کے telephone tap کرنا' جس بات کا خود Law Minister Farooq Naek صاحب نے اس House کے اندر اس کا ذکر کیا تھا۔ جہاں تک میں خود سمجھتا ہوں کہ no institution should be above the law ہاں اگر income ہے تو institutionalise کریں۔ Institutions کو strengthen کریں۔ Let the Parliament have a Special Committee on Intelligence and National Security. اس میں Opposition کی طرف سے وہی members ہوں' گورنمنٹ کی طرف سے وہ members ہوں' اس میں ساری intelligence agencies اس Committee کو answerable ہوں۔ امریکہ میں یہ ہوتا ہے۔ روس میں یہ ہوتا ہے۔ House of Commons میں ایسی Committees بنی ہیں۔ In cameras hearings ہوتی ہیں اور agencies appear before that. چاہے ISI ہو' چاہے IB ہو' دوسرے ہوں' وہ آئیں' وہ پیش ہوں' اپنی reports دیں and they should be answerable to the Parliament of Pakistan. لیکن ایک system بنائیں۔ قبضہ گروپ mentality نہیں ہونی چاہیے کہ اداروں پر قبضہ کریں' یا اداروں کو تباہ کریں' یا اداروں کو قابو کریں جو ان کی approach رہی ہے۔ تو Peoples Party regime کو میں کہتا ہوں کہ داؤ لگانے کی بجائے اور قابو کرنے کی بجائے اپنا mindset change کریں۔ Internal security کے ایک point پر جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اس کا حصہ ایک Parliament ہے اور ایک جمہوری نظام اور جناب چیئرمین! ایک important test آنے والا

ہے۔ انہوں نے کل سے یہ impeachment کا issue raise کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی جمہوریت کے لئے ' پاکستان کی پارلیمنٹ کے لئے' اور پاکستان کی سیاسی قیادت کے لئے ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ میں آج صبح بات کر رہا تھا جو honourable Leader of the House کو بھی میں نے کہا کہ آپ نے دیکھا کہ 22nd July کو ہندوستان میں کیا ہوا ؟ Indo-US nuclear deal کے اوپر horse trading یہ کام ہم نے کرنا ہے تو democratically جو بھی ہے کریں۔ میں سمجھتا ہو ں کہ یہ جمہوری طریقے سے handle ہونا چاہیے۔ Personally میں impeachment کے خلاف ہوں کیونکہ impeachment جو ہے مسئلے کا حل نہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ 58-2 (b) بھی مسئلے کا حل نہیں ہے' اس کا بھی اس situation میں کوئی optionنہیں ہے۔ میں حکومت کو کہتا ہوں کہ اس موقع پر جلد بازی میں نہ ہوں۔ یہ ایک process ہے' ایک procedure ہے ... it will take some timeآپ نے دیکھا کہ Nixon کی impeachment امریکہ میں 1974 میں ہوئی۔ Clinton کی 1998 impeachment میں ہوئی۔ وہ ایک process تھا ' procedure تھا۔ وہ time لگا' جلد بازی نہ کریں bulldoze نہ کریں اور horse trading نہ کریں۔ ابھی شروع ہوگئی گپ کہ اسلام آباد میں منڈی کے ریٹ اب دو سے ڈھائی کروڑ ہیں۔ Don't do that, don't under mine that democratic process یہ ہماری maturity کا test ہے--

(ڈیسک بجائے گئے)

میں گورنمنٹ سے اپیل کروں گا کہ ان کو بڑا infatuating پیسہ اور power ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس پیسے اور power کے ذریعے سب کچھ کر سکتے ہیں یہ کام نہ کریں۔ اس سے پاکستان کے اندر عدم استحکام ہوگا پاکستان کے سیاستدان بدنام ہوں گے ' پاکستان کی حکومت بدنام ہو گی اور سب سے بڑی بات ہے ہماری جمہوریت بدنام ہوگی اور یہ ڈنڈے کا استعمال جو کرنا ہے سارا' یاسمین شاہ صاحبہ نے اس دن تقریر کی ' میں سندھ سے ہو کر آیا ہوں ایک ڈنڈے کے ذریعے ' دھونس کے ذریعے ' دھاندلی کے ذریعے کام نہ کریں۔ لاہور میں دیکھیں وہ غریب لوگ demonstrate کر رہے تھے۔ National Commission for Human Development کے خلاف اور ان کے ساتھ کیا کیا۔ اتنا بے دردی سے ' اتنے ظالمانہ طریقے سے ان پر لاٹھی چارج ہوا کہ

توبہ توبہ کرنی چاہیے ۔خواتین کو مارا اور لوگوں کے سر پھاڑ دیے اور یہ پولیس کا سٹیٹ نہیں ہے اور کراچی میں پولیس سٹیٹ ہے۔ایک اور چیز ہے ۔لوگوں کی بات کریں پورے ملک میں سیلاب ہے ۔سیلاب زدگان کے پاس کوئی منسٹر گیا ہے ۔ کوئی صوبائی وزیر گیا ہے صرف سب کو ہے کرسی ؛ اور قبضہ ' approach کیا ہے کرسی ہے ' قبضہ کرو ۔ اس قسم کی politics ختم کریں اور اب یہ بڑا important test آرہا ہے اور اس test میں اگر ہم پورے نہ اترے تو خدانخواستہ anything can happen یہ test سب کے لیے ہے خاص طور پر حکومت کے لیے the responsibilty is on them ڈیموکریٹک طریقے سے مسئلے حل کریں۔ جمہوری طریقہ ہے آپ نے کچھ الزام لگانے ہیں اس کا جواب آئے گا اور آپ کے خلاف بھی الزام لگیں گے کیونکہ آپ نے کسی اور کی impeachment کرنی ہے تو آپ کا بھی مقدمہ چلے گا کہ آپ نے 130 دن میں کیا کیا ہے ؛ کم از کم ایک بات تو ہے جو مرضی آپ کہیں پرویز مشرف صاحب کے بارے میں ' آٹھ سالوں میں میرے خیال میں وہ واحد third world کا leader ہے جس کے خلاف کوئی کرپشن کا الزام نہیں لگ سکا ۔ابھی کوئی سکینڈل نہیں ہوا اور اس کا کوئی باہر بنک بیلنس نہیں نہ باہر اس کی پراپرٹی ہے-----

(ڈیسک بجائے گئے)

اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ اگر ان میں اخلاقی جرأت ہے تو مشرف صاحب کی پالیسیوں کو ابھی تک continue کر رہے ہیں اور ابھی میں کھوسو صاحب سے کہہ رہا تھا کہ یہ اٹارنی جنرل نہیں ہے۔ اٹارنی جنرل تو ملک قیوم ہیں۔وہ چل رہے ہیں۔ججز ابھی بحال نہیں ہوئے ۔ججز کو بحال کرنے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ججز کو بحال کرنے کا معاملہ ختم ہو گیا۔اس کو اتنا بڑا u-turn لے لیا گیا کہ ججز کو بحال ہی نہیں کرنا ۔بلکہ میں نے اسحاق ڈار صاحب کو کہا آج جب وہ یہاں صبح آئے تھے ۔میں نے پوچھا کہ کب سے پھر وزیر خزانہ بن رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں ابھی سے sure نہیں ہوں کہ یہ ججز بحال کریں گے تو پھر میں بنوں گا۔اس کا مطلب ہے کہ ان کو بھی شک ہے۔ان کو بھی خطرہ ہے۔ ان کو بھی خدشہ ہے کہ ان کی نیت میں فتور ہے کہ پہلے وعدہ کر دیا sequence change ہو گیا ہے ۔پہلے انہوں نے ۱۳۰ دن کہا کہ ججز بحال کرو وہ امرت دھارا ہے۔ججز بحال ہوں گے سارے پاکستان کے شکوے دور ہو جائیں گے۔ مسئلے ختم ہو جائیں گے۔

اب suddenly u-turn لیا۔ اب مشرف صاحب کو نکالو۔ مشرف صاحب کی ساری policies تو وہی آپ follow کر رہے ہیں۔ آپ نے کیا مختلف کیا؟ کیا نئی چیز آپ نے کی؟ یہ مجھے بتائیں۔ صرف ان کی ذات سے مسئلہ ہے اور انہوں نے تو آپ کو اتنا بڑا تحفہ دیا ہے NRO کا، انہوں نے آپ کے لیے اتنا بڑا تحفہ دیا۔ اس کی وجہ سے آپ یہاں ملک کے اندر آئے اس کی وجہ سے آپ کی یہ حکومت بنی آپ نے ان سے تعاون کیا۔ آپ نے ان سے مل کر کام کیا اور آپ کے مشترکہ دوست بھی کئی ہیں ان سے سارے ملے۔ اب بھی آپ نے یقین دہانیاں کرائیں۔ تو ساری باتیں کھل جانی چاہیئیں۔ I am sure مشرف صاحب جواب دیں گے کہ NRO کیسے آیا، کیا آیا، کس کو کیا relief ملا۔ تو میں گورنمنٹ سے یہ اپیل کرتا ہوں ہم تیار ہیں۔ ہم حزب اختلاف کے لوگ ہیں۔ ہم ڈرتے نہیں ہیں جو جو لفظ fear ہے۔ Fear وہ ہماری dictionary میں نہیں ہے۔ صرف خوف خدا ہے۔ ہم کسی سے NOC نہیں لیتے چاہے امریکہ ہو یا فوج ہو یا so-called establishment ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ ہم نے اپنے ضمیر کے مطابق ٹکا کر اپوزیشن کرنی ہے issues پر اور پاکستان کے حوالے سے because we are followers of the role of the Quaid-i Azam Mohammmad Ali Jinnah تو یہ ایک بہت important issue ہے پاکستان کی تاریخ میں، ایک test آ گیا ہے۔ سیاسی امتحان ہے قائدین کے لیے، قیادت کے لیے، سیاسی جماعتوں کے لیے، سیاسی نظام کے لیے، یہ ہمیں چاہیے کہ ہم سرخرو ہوں تو bulldoze نہ کریں، جلدبازی نہ کریں۔ قانون کو آگے follow کریں اور پیسا استعمال نہ کریں۔ یہ خرید و فروخت make Pakistan's Parliament into *Juma Bazar* اس سے پارلیمنٹ کی بھی credibility خراب ہوگی۔ لوگ ووٹ دیں۔ لوگ آزادی سے بات کریں۔ ہم جب حزب اقتدار میں بھی تھے rulling party میں بھی تو ہم سرکاری سچ نہیں بولتے تھے۔ ہم کلمہ حق کہتے تھے خاص طور پر ہماری خواتین جو ہیں۔ Let the پری گل آغا صاحبہ، یاسمین شاہ صاحبہ، گلشن سعید صاحبہ کلثوم پروین صاحبہ، you are looking good again today رزینہ عالم خان صاحبہ اور ریحانہ بلوچ صاحبہ یہ دبنگ لوگ ہیں۔ ہماری خواتین میں بڑی جان ہے۔ مردوں سے زیادہ میرے خیال میں جان ہے اور I am again proud of women اور یہ stand لیتی ہیں۔ تو میں رضا ربانی صاحب کو بھی جانتا ہوں کہ یہ آنریبل لیڈر آف دی ہاؤس ہیں یہ بھی ڈیموکریٹک ہیں اور اس

کو follow کریں اور یہ جو روایتی پاکستان میں ۱۹۹۹ء میں ہوا ہے کہ جمعہ بازار گرم ہوا۔ دھونس اور دھاندلی کے ساتھ یہ نہ کریں۔ڈیموکریٹک پراسس ہے۔

You have right to do what you are doing, we have right to defend ourselves and right to fight back through legal means.

جمہوری طریقے سے یا آئینی طریقے سے، قانونی طریقے سے یہ جنگ ہونی چاہیے۔جیسے سندھ میں ہو رہا ہے کہ ڈنڈا دو، یہ کرو اور وہ کرو۔ لاہور میں بھی لاٹھی چارج ہوا ہے۔ آپ یہ نہ کریں۔

جناب والا! لوگوں کے بھی مسائل ہیں، خدا کے لیے ان کے لیے بھی کچھ کریں۔

130 دنوں میں آپ نے عوام کے لیے کچھ نہیں کیا۔ کل لاہور میں ہونے والا لاٹھی چارج اس بات کا ثبوت ہے that you do not care for the people of Pakistan. سیلاب آیا ہوا ہے۔ قیمتوں کا طوفان آیا ہوا ہے۔جناب چیئرمین! میں پھر before concluding دہراتا ہوں کہ قیمتوں کا تعلق داخلی سلامتی سے ہے۔ جب قیمتیں بڑھیں گی تو لوگوں میں frustration بڑھے گی، غصہ بڑھے گا۔ سیاسی نظام اور عوام میں اعتماد کا فقدان ہوگا۔ اس سے سیاسی نظام بھی destabilize ہوتا ہے۔ Then fuel and food prices rise. ہے۔ آپ دیکھیں کہ Third World اور ایشیائی ممالک میں food riots شروع ہو گئے۔ تو یہاں بھی ایک بے چینی سی ہے۔ اس لیے control this. تو یہ اس حکومت کی جو نالائقی ہے، اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے and have better control. جو issues ہیں، انہیں focus کریں۔ ہم democratic system کو strengthen کرنے کے لیے went to the extra miles. اور ہم نے یہ prove کیا ہے۔ اس پارلیمنٹ کو ہم نے بنایا ہے۔ یہ سیشن opposition نے requisition کیا تھا اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ opposition کو by pass نہ کریں۔ رضا ربانی صاحب تشریف لائے ہیں، میں ان سے request کروں گا کہ سید یوسف رضا گیلانی صاحب جو نیشنل اسمبلی میں Leader of the House ہیں، انہیں سینیٹ میں بھی بلائیں۔ اس دفعہ تو وہ چائنا چلے گئے ہیں لیکن جب آئیں تو اگلے اجلاس میں پہلا کام یہ کریں کہ سینیٹ میں ضرور تشریف لائیں۔ سینیٹ میں آ کر بتائیں اور جو Senate assurances میں دی جاتی ہیں، ان کی بھی پاسداری ہونی چاہیئے۔ رضا ربانی صاحب نے کہا تھا کہ میں assure کرتا ہوں کہ میں تحقیقات کے بعد بتاؤں گا کہ ضمنی انتخابات کس

نے ملتوی کروائے تھے، یہ کس کے ایما پر ہوئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک investigation کا حصہ ہے۔ یہ سب telephones tap کرتے ہیں۔ یہ کس کے ایما پر کرتے ہیں، اس کا جواب انہوں نے ابھی تک ہاؤس میں نہیں دیا۔

He owes the answer to the Senate because he has given a commitment to the Senate on the floor of the House. Thank you Mr. Chairman, for your patience.

جناب چیئرمین: جناب اعظم سواتی۔ جناب طلحہ محمود۔ سید محمد حسین۔

سینیٹر آغا پری گل: اس طرف کے نام بھی بولیں۔

جناب چیئرمین: سب کے نام ہیں، انشاء اللہ سب کی باری آئے گی، فکر نہ کریں۔ جناب اسرار اللہ زہری۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ بلوچستان میں امن و امان کے مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کے علم میں آ چکا ہے کہ تین چار دن پہلے جو واقعہ میرے ساتھ ہوا، وہ تو ہر کسی نے سنا لیکن ایسے واقعات، ایسی حرکات بلکہ اس سے بھی زیادہ خوفناک اور شرمناک حرکات بلوچستان میں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے وقتوں میں بھی بلوچستان میں operation شروع کیا گیا تھا۔ اب کی صورت حال کچھ مختلف ہے۔ اب جو مسئلہ سامنے ہے، وہ اس طرح نظر آ رہا ہے کہ جیسے طالبان سے پہلے افغانستان میں war lords جو کر رہے تھے، وہ اس وقت ہمارے سارے ادارے جن کے پاس اسلحہ ہے، وہ کر رہے ہیں، چاہے محکمہ کسٹم ہے، ملیشیا ہے، کوسٹ گارڈ ہے، نارکوٹکس ہے یا اور کوئی ادارہ جس کے پاس بندوقیں ہیں۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو آپ اس کے بارے میں ایک کمیٹی مقرر کریں، وہ کمیٹی خفیہ طریقے سے بلوچستان میں جا کر visit کرے کہ وہاں حالات کیا ہیں۔ ہر ایک نے اپنی chain لگائی ہوئی ہے اور ہر کوئی بلوچ عوام کو کسی نہ کسی طریقے سے black mail کرکے یا مارکوٹ کر ذلیل و خوار کر رہا ہے۔ ہمیں اس وجہ

سے ایسا لگ رہاہے کہ ہمارے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے جیسے تامل والوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جیسے سونالی اور تامل کا مسئلہ ہے' بالکل ایسے ہی بلوچستان والوں کے ساتھ یہ مسئلہ پیش آ رہا ہے۔ ہمیں محسوس ہو رہاہے کہ خواہ ہم حکومتوں کی حمایت کریں' ہم مرکز کی حمایت کریں' پھر بھی ہمیں جوتے لگتے ہیں۔ جناب والا! وہاں حالت یہ ہے کہ اگر کسی افسر کی بیگم پنجاب میں رہتی ہے' اور وہ اسے ڈانٹ دے تو وہ اس کا جواب بیگم کو نہیں دے سکتا لیکن اپنا غصہ نکالنے کے لیے باہر نکل کر ایک بلوچ کو ضرور تھپڑ مار دے گا۔ جناب والا! وہاں صورت حال یہ بن رہی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب والا! ملک کی چاروں اکائیوں میں نفرت پیدا کی جا رہی ہے۔ ادھر پنجاب میں کہا جا رہا ہے اور بھی لوگ ' یہی establishment کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ بلوچ لوگ وہاں پنجابیوں کو مار رہے ہیں۔ وہاں کہا جا رہا ہے کہ پنجابی آپ کا استحصال کر رہے ہیں۔ یہ سب قوموں کو یہاں بیٹھ کر لڑا رہے ہیں۔ یہ ایک مخصوص گروپ ہے۔ اس مخصوص گروپ کا آپ کو پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ وہ پاکستان کے خیرخواہ نہیں ہیں۔ وہ پاکستان کو ایک ساتھ نہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اس انگریز کے حوالے سے کام کرنا چاہ رہے ہیں جس نے یہ Durand Line کھینچی تھی۔ جناب چیئرمین! اس حوالے سے یہ کام کر رہے ہیں۔ تو ان چیزوں کو ناکام کرنے کے لیےمیں اس ہاؤس کے توسط سے آپ سے request کرتا ہوں کہ مہربانی کرکے کوئی ruling دے دیں کہ بلوچستان میں یہ ظلم و بربریت بند کی جائے۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے میاں رضا ربانی صاحب سے کہنا چاہتا ہوں اور آپ کو یاد ہوگا کہ جب میاں صاحب اس طرف بیٹھے ہوئے ہوتے تھے' اس وقت سب سے زیادہ operation اور missing persons کے بارے میں انہوں نے باتیں کیں ۔ آج میں حیران ہوں کہ حکومت اس کے ہاتھ میں ہے' حکومت بھی ان کی ہے' ہم ان کے sleeping partner ہیں۔ ہمیں کسی پروگرام' کسی محفل' کسی مجلس میں بلانے کا انہیں کوئی حق نہیں ہے' نہ وہ ہمیں بلاتے ہیں' نہ ہی ہمارا حق بنتا ہے۔ ہمیں ایسے ہی لگ رہا ہے لیکن انہوں نے خود یہاں operation کے حوالے سے' missing persons کے حوالے سے بہت تقریریں کی تھیں' وہ ریکارڈ بھی موجود ہے۔ اس دور میں 900 لوگ غائب تھے۔ آپ کے گورنر بلوچستان کے پاس اس کا ریکارڈ

بھی ہے۔ اب ان چار مہینوں میں ان کی تعداد 1200 ہو گئی ہے۔ اب اگر ratio کو دیکھا جائے تو پچھلے پانچ سالوں میں یہ لوگ 900 بلوچ لے گئے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں نے کوئی غلطی کی ہے تو لے جائیں، ان کا trial کریں، انہیں courts میں لے جائیں، سزا دیں، سزائے موت دیں لیکن ان کو غائب کر کے کیا کرنا ہے؟ کیا ان کی سجی بنانی ہے؟ کباب بنانے ہیں؟ قورمہ بنانا ہے یا کیا کرنا ہے؟ جناب والا! یہ انسان ہیں اور اس ملک کے باشندے ہیں۔ اس ratio کے حوالے سے اللہ کرے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت پانچ سال چلے، مگر ان چار مہینوں میں تین سو افراد غائب ہو گئے ہیں، اس طرح پانچ سالوں میں چھ، سات ہزار بلوچ غائب ہو جائیں گے۔

(آوازیں۔ شیم۔ شیم۔ شیم)

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جو کچھ ڈیرہ بگٹی میں ہو رہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔۔۔ اگر ہمارے لوگ لڑ رہے ہیں، جن کے ہاتھ میں بندوق ہے تو پھر ان کا بھی حق بنتا ہے کہ ان کے ساتھ لڑیں۔ ہم منع نہیں کرتے ہیں لیکن اپنی بھولو پہلوانی ظاہر کر کے چار سو سے پانچ سو لوگوں کو ڈیرہ بگٹی میں، جن میں ننھے چھوٹے بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں، ان ننھے لوگوں کو اٹھا، اٹھا کر سنگینوں سے قتل کیا ہے۔ آج کل ایسے واقعات پر اگر میڈیا اتنا شور مچاتا ہے، ہر جگہ بات کرتا ہے، ان کو چاہیئے اگر یہ سچے صحافی ہیں، سچے لوگ ہیں، یہ ڈیرہ بگٹی بھی جائیں، وہاں کے حالات دیکھیں، کوہلو کے حالات دیکھیں، خضدار کے حالات دیکھیں، نوشکی کے حالات دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اگر فاٹا کے اندرونی علاقوں کی خبریں یہاں پر آتی ہیں تو پھر وہاں کی خبریں بھی highlight کریں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ کیا وہاں بلوچ زیادتی کر رہے ہیں؟ ان پر سب سے بڑا الزام یہ لگا رہے ہیں کہ یہ انڈیا کے agents ہیں۔ کچھ لوگ ضرور ہوں گے لیکن سب نہیں ہیں۔ ہاں! یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں آپ مار رہے ہیں، آپ انہیں وطن میں نہیں چھوڑ رہے ہیں، اس ملک میں نہیں چھوڑ رہے ہیں تو وہ کیا کریں گے؟ وہ کہاں جائیں گے؟ ظاہر ہے کہ وہ اپنے لیے حصہ ڈھونڈیں گے۔ لیکن خدارا! اپنے لوگوں کو، بلوچستان کے لوگوں کو تنگ نہ کیا جائے۔ ہم پاکستانی ہیں۔ ہم نے اسلام کے نام پر اس ریاست کو اس خداداد مملکت میں ضم کر دیا ہے۔ 1947 سے پہلے بلوچستان کا تشخص کچھ اور تھا۔

جناب والا! اگر یہ ہم سے تنگ ہیں تو یہ ہمیں پہلے والی پوزیشن پر چھوڑ دیں۔ 1947 والی پوزیشن پر چھوڑ دیں، ان کی مہربانی ہوگی۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس ملک کے باشندے رہیں تو ہمارے بھی حقوق ہیں، ہمارے جذبات ہیں، ہمارا بھی خلوص ہے اور اس ملک پاکستان کو بنانے کے لیے ہماری بھی قربانیاں ہیں، اس صورت میں ہم کس سے اپیل کریں؟ کیا اقوام متحدہ سے اپیل کریں؟ صدر پاکستان سے اپیل کریں یا وزیر اعظم پاکستان سے کریں۔ اب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی پاکستان کی سب سے بڑی جماعت ہے۔ابھی پاکستان پیپلز پارٹی کو بلوچستان کے حوالے سے اپنی پوزیشن واضح کرنی پڑے گی۔ آیا وہ اپریشن بند کرا سکتی ہے یا نہیں ؟ اگر بند کرا سکتی ہے تو مہربانی کر کے اپنے شہیدوں کے لہو کی خاطر، ان بیگناہ بلوچوں کے خون کی خاطر اس اپریشن اور ناجائز اپریشن کو اور یہاں کے خون خرابے کو بند کرائے اور بلوچ قوم کی نسل کشی روک دے۔ اگر نہیں کر سکتے، تو اپنی ساکھ کے لیے بلوچستان کے عوام پر واضح کریں کہ اس کا بس نہیں چلتا ہے، اس کی حکومت ظاہری ہے، باطنی نہیں ہے، اسے یہ clear کرنا پڑے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے سنا اور اگر مجھ سے کچھ ایسی باتیں ہوئی ہیں، جس سے آپ کو یا کسی ساتھی کو تکلیف ہوئی ہے تو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب عبد الخالق پیرزادہ۔ ڈاکٹر خالد رانجھا۔

سینیٹر کامل علی آغا(قائد حزب اختلاف):جناب چیئرمین! جو میر اسرار اللہ زہری صاحب کے ساتھ واقعہ ہوا، اس پر سینیٹ میں پہلے بھی بات ہوئی۔ ظاہر ہے کہ ہمارے بھائی ہیں، لیکن جو واقعات، جو بیان انہوں نے ابھی دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اندر جو درد ہے، وہ ہم سب محسوس کر رہے ہیں اور وہ یقینی طور پر پاکستان کے لیے ہے۔ پاکستان کی وحدت کے لیے ہے۔ پاکستان کے اتحاد کے لیے ہے ۔ پاکستان کی سلامتی کے لیے ہے اور ان کی یہ تجویز کہ اس معاملے کو sort out کرنے کے لیے سینیٹ کی کمیٹی بنائی جائے، میں سمجھتا ہوں کہ یقینی طور پر کمیٹی بنانی چاہیے اور اس معاملے کو اسی تشویش اور اسی priority کے ساتھ، جس priority کے ساتھ میر اسرار اللہ زہری صاحب اس کی demand کر رہے ہیں، اسی priority کے ساتھ وہ

کمیٹی اس معاملے کو sort out کرے اور حقائق جو محترم زہری صاحب نے فرمائے ہیں اور جو وہ یہاں پر بیان نہیں کر سکے' وہ ساری چیزیں سامنے آئیں اور یہ بھی اس ہاؤس کے سامنے' بلکہ اس پوری قوم کے سامنے آنا چاہیے کہ وہ کیا مجبوریاں ہیں' جیسے ابھی مشاہد حسین سید صاحب نے بھی فرمایا کہ جو الزامات کل کی اپوزیشن گزشتہ حکومت پر لگاتی رہی اور موجودہ حکومت اور سابقہ اپوزیشن جن پالیسیوں پر تنقید کرتی رہی' پرزور تنقید کرتی رہی' وہ پالیسیاں آج جاری و ساری رکھنے پر کیوں مجبور ہیں؟ یہ حقائق بھی سامنے آنے چاہئیں تاکہ قوم کو پتا چلے کہ حقیقت کیا ہے۔ قوم کا interest کیا ہے۔ ملک کا interest کیا ہے۔ پھر یہ خوف' جو آج طاری ہوا ہے کہ ممبران پارلیمنٹ بھی یہ خوف محسوس کر رہے ہیں' یہ آناً فاناً چند ہفتوں اور مہینوں میں اس طرح کیوں ہوا؟ یہ ساری چیزیں سامنے آنی چاہئیں اور اس کمیٹی کو mandate دیا جانا چاہیے کہ وہ کمیٹی ان ساری چیزوں کو sort out کر کے اس ہاؤس میں وہ حقائق رکھے اور حقائق بیان کرے اور بتائے کہ کہاں' کیا اور کیوں ہو رہا ہے؟ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Raza Sahib, any comments on it.

Senator Mian Raza Rabbani: I will reply in my wind up speech.

Mr. Chairman: Ok. Then we will touch it at that time.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ اپنی تقریر میں اس پر بولیں گے۔ پھر نئی کمیٹی بنائیں۔ Interior Committee کو دیں۔ جو بھی آپ فیصلہ کریں۔ یہ ہاؤس پر ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کیونکہ existing committee کے پاس پوری authority ہے۔ Interior کی جو ہے۔ دیکھیے رضا صاحب کیا کہتے ہیں' اس کے بعد یہ ہاؤس فیصلہ کرے گا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر comment کریں گے۔ رضا صاحب کو سن لیں۔ جو وہ comment کرتے ہیں' پھر۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میر اسرار اللہ زہری کی گرفتاری، اس کے بعد رہائی، نہایت شرمناک بات ہے۔ اس کو میں second کرتی ہوں۔ جناب! آپ کے کہنے پر ہم نے اتھل پر ایک میٹنگ رکھی تھی، طلحہ محمود صاحب اس کو chair کر رہے تھے۔ وہاں بھی میر اسرار اللہ زہری نے ایف سی والوں سے چیخ چیخ کر کہا کہ آپ ہم لوگوں کو بیوی بچوں کے ساتھ گاڑیوں سے اتار کر کیوں بےعزت کرتے ہو۔ چور ہیں؟ ڈاکو ہیں؟ ڈکیت ہیں؟ اگر کوئی شک ہے تو prove کرو۔ مگر وہاں کوئی بندہ اس چیز کو prove نہیں کر سکا۔ جناب! جہاں تک اغوا برائے تاوان اور ویسے ہی اغوا، میر اسرار کے نالج میں لے کر آؤں کہ میرا خیال ہے اس وقت چار سو سے بھی زیادہ ہیں۔ اس کی بھی وجہ بتائی جائے کہ جو لوگ اٹھا لیے جاتے ہیں یا غائب ہو جاتے ہیں، اس کے پیچھے کیا کہانیاں ہیں۔ کیا وہ لوگ ڈکیت ہیں؟ ملک دشمن ہیں؟ کوئی بم بلاسٹ کیا ہے؟ تاکہ ہم پھر admit کریں کہ جن لوگوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ رہا ہے، یہ ملک و قوم کے مجرم ہیں۔ انہوں نے جرم کیا ہے۔ گناہ کیا ہے۔ پھر ان کو ضرور سزا ملے۔ جناب! دو تین میٹنگوں میں ہم خود اتھل میں متعلقہ محکموں میں گئے۔ ہم نے request کی۔ وہ رپورٹ recorded ہے کہ اگر کوئی قصور میر اسرار اللہ زہری کے گھر، فیملی، فرد کا یا میری فیملی کا ہے یا وہاں سے گزرنے کا ہے، ہم پر کوئی جرم ثابت ہوا ہے، پھر تو آپ ضرور روکیں۔ ہمیں لائن میں کھڑا کریں۔ ہمیں سزا دیں۔ مگر بغیر کسی وجہ کے ایک کمرے میں لے جا کر سزا دینا، گھنٹوں کھڑے رکھنا، بےعزت کرنا، پستل کی نوک پر، میرے خیال میں یہ بہت ہی embarrassment والی بات ہے۔ جناب! اس کے لیے میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی request کی تھی۔ آپ لیڈر آف دی ہاؤس، لیڈر آف دی اپوزیشن کے مشورے سے ایک مختصر کمیٹی بنا کر ان جگہوں پر خفیہ میٹنگ کریں۔ خفیہ طور پر آپ خود travel کریں۔ پھر آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہم کن مشکلات کا شکار ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: نہیں انشاء اللہ۔ ہمیں بہت احترام ہے میر اسرار اللہ صاحب کا بھی اور تمام اپنے بلوچی بہن بھائیوں کا۔ اس پر ہاؤس جو بھی فیصلہ کرے گا۔ مجھے ذاتی طور پر بھی جہاں جانا پڑے، جائیں گے۔ انشاء اللہ اس کی پوری تفصیل لیں گے۔ رضا صاحب نے اسی دن کہا

تھا کہ وہ جائیں گے ۔ انھوں نے بات بھی کی ۔ انشاء اللہ اس کو follow کریں گے ۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین ! میر اسرار اللہ زہری نے جو statement دی ہے' اس کی میں تائید کرتا ہوں' یعنی اس کو endorse کرتا ہوں کہ واقعی ہمارے صوبے میں حکومت کے مختلف ادارے' قانون کے بالکل خلاف' ہر قسم کے انسانی حقوق کے خلاف مجموعی طور پر عمل کرتے ہیں۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور بات یہی ہے کہ ہمارے لوگ اس حوالے سے بہت پریشان ہیں' جیسا کہ محترمہ نے بھی کہا کہ پھر لوگوں کو گرفتار کرکے بالکل غائب کر دیتے ہیں۔ ایسے بہت سے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے ۔ ہم ان کی تائید کرتے ہیں اور زیادہ بہتر ہے کہ ایک کمیٹی بنے اور وہ واقعی' صحیح پوزیشن معلوم کرے اور پھر policy maker صحیح طور پر ایک صحیح direction لے سکتے ہیں ۔ بڑی مہربانی جناب ۔

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ ۔ ریحانہ بلوچ صاحبہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں' پری گل صاحبہ! ایک منٹ ان کو سن لیں' پھر اس کے بعد ۔

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ: میں بھی اس واقعہ کو جو Uthal check post پر جناب زہری صاحب کے ساتھ ہوا continue کروں گی۔ یہ بہت افسوس ناک ہے ۔ ہمارے سینیٹر مشاہد حسین صاحب تشریف رکھتے ہیں' ان کی recommendations میں تھا کہ then when the Committee visited Balochistan, اتھل سے صرف اسلحہ لے جانے پر پابندی ہو اور narcotics movement پر پابندی ہو ۔ Otherwise it is Pakistan, it is a region of Pakistan. اگر آپ عام شہریوں' عورتوں' بچوں کو اس طرح تنگ کرتے ہیں' and this is not a new issue, this is a very old issue. اس پر ہم رضا ربانی صاحب سے request کرتے ہیں کہ اس matter کو ذرا probe کریں اور دیکھیں کہ وہ اس میں کیا کر سکتے ہیں ۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین: رضا صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس پر comment کریں گے اور اس دن بھی جب زہری صاحب کا پتا چلا'

he immediately conveyed to me that he has talked to the people and come back. So, we wait for him to hear.

پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں، مجھے پتا ہے کہ آپ ایک اچھے اور ایماندار انسان ہیں اور اچھے طریقے سے میرے سوال کا جواب دیں گے۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ کیا یہ جمہوریت ہے۔ ہم سب چھ مہینوں سے جمہوریت کا نعرہ لگا رہے ہیں، اب کان بھی پک گئے ہیں۔ جس طریقے سے یہ جمہوریت کا نعرہ لگاتے ہیں، میں ان سے پوچھتی ہوں کہ جمہوریت کا مقصد کیا ہے۔ لوگوں کو تنگ کرنا، گرفتار کرنا، بدتمیزی کرنا۔ جناب! میں آپ سے ابھی ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں، آپ میری بات غور سے سنیں۔ اس وقت سینیٹ کی جو کارروائی ہو رہی ہے، آپ اس کو روکیں اور آج ایسا action لیں، میں تقریر بعد میں کروں گی، میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جب ہم سینیٹر منتخب ہوتے ہیں تو ہم عوام کے نمائندے ہوتے ہیں پھر اسرار اللہ زہری، جو ایک قبیلے کا سردار ہے، علاقے کا ایک معتبر ہے، اس علاقے سے وہ سینیٹر ہے۔ اس کے قبیلے کے کافی لوگ MPAs, Ministers ہیں یعنی سوچیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گھر سے باہر نکلا اور اس کو چوکی پر لا کر اڑھائی، تین گھنٹے، میں آپ سے request کروں گی کہ آپ کارروائی روکیں، کمیٹی بنائیں، انکوائری کریں پھر تقریر کرنا ہمیں اچھا لگے گا کیونکہ ایسی تقریروں کا کیا فائدہ ہے۔ یہاں پر تقریریں کرتے رہیں، فراڈ ہوتا رہے، یہ غلط ہے۔ کم از کم آج آپ action لیں اور ساری کارروائی بند کریں۔ بعد میں ہم تقریریں کریں گے، پہلے آپ انکوائری کریں اور ایک کمیٹی بنائیں کہ اسرار اللہ زہری کے ساتھ یہ کیوں ہوا۔ ہمارے جتنے بھی منسٹر ہیں، ان کے ساتھ بڑی زیادتیاں ہوئی ہیں۔ چاہے کوئی دَور ہو، میں یہ نہیں کہوں گی کہ یہ دَور ہے وہ دَور تھا، سینیٹر، سینیٹر ہوتا ہے۔ آپ کا نمائندہ ہے، پاکستان کے upper House کا ایک ممبر ہے۔ ذرا بلوچستان کے حالات دیکھیں، جناب چیئرمین صاحب! اپنے گھر میں رہ کر بھی ہم بے گھر ہیں۔ اسی لیے میں تقریر بعد میں کروں گی پہلے آپ کمیٹی بنائیں اور انکوائری کریں، اس کے بعد میں تقریر کروں گی۔ میں

تقریر نہیں کروں گی کیونکہ ہم نے بہت زیادہ تقریریں کیں، منہ کالا کر کے کچھ ہوتا ہی نہیں---

جناب چیئرمین: میں آپ سے عرض کروں گا کہ کارروائی جاری رکھیے، آخر میں رضا صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ وہ بتائیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں پہلے آپ کمیٹی بنائیں، پھر میں تقریر کروں گی۔ آپ کمیٹی بنائیں اور انکوائری کریں کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ پھر میں تقریر کروں گی۔

جناب چیئرمین: انکوائری کی already ہم نے تفصیلات منگوائی ہیں۔ میرے دفتر سے تفصیلات گئی ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: کچھ بھی نہیں ہے، جناب چیئرمین صاحب! کیا ہے، آج سینیٹ کا سیشن بارہ، ایک بجے ختم ہو جائے گا، یہ انکوائری یہیں ڈوب جائے گی۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، انشاء اللہ ہم نے جو بات ان سے شروع کی ہے وہ جاری رہے گی۔ رضا صاحب نے اس کو پہلے بھی follow کیا تھا، پھر بھی کریں گے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل: آج یہ تمام سینیٹرز میرے ساتھ اتفاق کریں گے، اس وقت تک کارروائی نہیں ہو گی، جب انکوائری نہیں ہو گی کیونکہ آج اس کے ساتھ ہوا کل اِدھر ہو گا، پھر اُدھر ہو گا، لوگوں کے بیٹوں کو مار رہے ہیں، لوگوں کو قتل کر رہے ہیں، لوگوں کو گرفتار کر رہے ہیں، یہ کیا ہے۔ آپ کمیٹی بنائیں۔ یہ تو قتل و غارت عام ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ تو گھروں پر چھاپے مار کر اندر آ رہے ہیں۔ جب آپ کا نمائندہ محفوظ نہیں ہے تو عوام کیا خاک محفوظ ہوں گے۔ میں تقریر نہیں کروں گی۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں اور میں سارے سینیٹروں کو کہوں گی کہ کل سب کے گھروں پر چھاپہ پڑے گا اور سب گرفتار ہوں گے۔ یہ ہوں، چاہے وہ ہوں، سارے گرفتار ہوں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ غلط ہے۔ آپ ابھی اور اسی وقت کمیٹی بنائیں اور بالکل---

جناب چیئرمین: House برخاست ہونے سے پہلے، آپ رضا صاحب کو سن لیں اور پھر House جو فیصلہ کرے وہ---

سینیٹر آغا پری گل: رضا صاحب بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔ وہ بھی ہمارا colleague ہے، کل اس کے گھر پر چھاپہ پڑے گا، وہ کیا کرے گا؟ وہ بھی ہمارا colleague ہے، سینیٹر ہے، اس کی عزت بھی ہماری عزت ہے۔ میں اس وقت اس پورے سینیٹ کے استحقاق کی بات کر رہی ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ چھوٹی بات نہیں ہے، یہ بلوچستان کی بات ہے۔ بلوچستان میں تو بندوں کو ایسے مار رہے ہیں جس طرح کوئی کتوں اور بکروں کو بھی نہیں مارتا۔ یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے۔ اب کوئی بھی کارروائی نہیں ہو گی۔ کوئی بھی اگر تقریر کے لیے اٹھا تو میں اس کو سینیٹر نہیں مانوں گی۔ آج سینیٹ میں کوئی بھی تقریر نہیں کرے گا، یہ میں نے کہہ دیا ہے۔ جب تک آپ کمیٹی نہیں بنائیں گے، کوئی بھی تقریر نہیں کرے گا۔ ہماری بے عزتی ہو رہی ہے جناب۔

جناب چیئرمین: کمیٹی تو House نے بنانی ہے، رضا صاحب۔

سینیٹر آغا پری گل: کمیٹی بنائیں، اس وقت تک ہم تقریر نہیں کریں گے۔ کوئی مائی کا لعل نہیں اٹھے گا۔ کوئی اٹھے گا تو پھر، ہمارے بلوچستان کو برباد کر دیا۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب کچھ کہہ رہے ہیں، ان کو سن لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ point scoring کا مسئلہ نہیں ہے اور یقیناً بلوچستان کی صورت حال سنگین ہے۔ ہم نے اس کو پہلے بھی condemn کیا ہے اور ہم آج بھی اس کو condemn کرتے ہیں لیکن ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے اس کو ایک point scoring کا مسئلہ بنایا جا رہا ہے اور آج -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سن تو لیں۔ آپ نے جو ڈیمانڈ کی ہے، اسی پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ سن تو لیں۔ ایسی بات نہیں کر رہے، آپ سن تو لیں، ان کو بات تو پوری کر لینے دیں۔ آپ کے کہنے پر ہی وہ تبصرہ کر رہے ہیں۔ سن تو لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں کر رہے، ان کو پوری بات تو کر لینے

دیں۔

سینیٹر آغا پری گل: چلیں walk out کریں۔ ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: سن تو لیں نا' آپ ہی کے کہنے پر وہ تبصرہ کر رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں ہم لوگ نہیں بیٹھتے' آپ لوگ بیٹھیں' ہمارے ایک سینیٹر----

جناب چیئرمین: آغا صاحب' میرا خیال ہے سن لیں' ان کو تبصرہ کر لینے دیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: Point scoring کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے' یہاں پر لوگ مارے جا رہے ہیں' point scoring کی کیا بات ہے جناب۔

جناب چیئرمین: اسی پر تبصرہ کر رہے ہیں' سن لیں۔ کمیٹی کی ہی بات کر رہے ہیں کہ نئی کمیٹی بنانی ہے۔ پہلے ہی دو کمیٹیاں' وسیم صاحب اور مشاہد صاحب کی ہیں' Standing Committee on Interior ہے' اس کو کس طرح handle کرنا ہے۔ زہری صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں تو اسی طرح ہی کریں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے یہ بہت اہم مسئلہ ہے' اس کو باہمی افہام وتفہیم اور مشاورت سے طے کر لیں تو بہتر رہے گا۔ جب اس پر final فیصلہ ہو گا تو اگر آپ کو اس پر اختلاف ہوا تو پھر آپ جو کرنا چاہیں' ابھی مشاورت سے' اس میں شرکت کریں تا کہ اسی حساب سے فیصلہ تو کر سکیں کہ کس طرح handle کرنا ہے۔ ان کو سن لیں اور دیکھ لیں کہ یہ کیا ہے کیونکہ ہماری دو کمیٹیاں' وسیم صاحب کی' مشاہد صاحب کی پہلے ہی ہیں' سٹینڈنگ کمیٹی ہے' نئی کمیٹی بنانی ہے' جو House کی مرضی ہے تو میرا خیال ہے پری گل آغا صاحبہ' میری عرض ہے کہ ان کو اپنی بات تو ختم کر لینے دیں۔ جی اسرار اللہ زہری صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پری گل صاحبہ' اسرار اللہ صاحب آپ کو کچھ کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: اگر سارے میرے لیے walk out کر رہے ہیں تو یہ

walk out میرے لیے نہ ہو، بلوچستان کے لیے ہو، جو ظلم ہو رہا ہے' اس کے لیے ہونا چاہیے۔

(اس موقع پر اپوزیشن ارکان ایوان سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: ہم اسی پر بات کر رہے ہیں' اسی پر رضا صاحب بات کر رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ جا کر ان کو واپس لے آئیں تا کہ ہم لوگ اس پر اپنی بحث جاری رکھ سکیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ اسی پر بات کر رہے ہیں' رضا صاحب اسی پر بات کر رہے ہیں۔ سن لیں دیکھ لیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! یہ واقعی point scoring ہے' یہ پارلیمانی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب' آپ بھی میرا خیال ہے' دیکھ لیں اگر سارے آتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میں لے آتا ہوں لیکن---

جناب چیئرمین: میں کھوسہ صاحب اور رخسانہ زبیری صاحبہ سے بھی کہوں گا کہ اگر بات کر کے ہمارے ساتھی واپس آ جائیں تا کہ ہم اس پر پھر----

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میں بات کر لیتا ہوں لیکن جن کے ہاتھ بلوچستان کے عوام کے خون سے رنگے ہوئے ہوں اور جو پانچ سال یہاں پر خاموشی سے بیٹھ کر جنرل مشرف کے ان orders کو defend کرتے رہے ہوں جب اس نے کہا کہ the Baloch won't know what hit them تو انہوں نے اس وقت protest نہیں کیا۔ آج جب یہ بات کی جا رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوائے point scoring کے اور کچھ نہیں ہے۔ میں نے یہ بات کہی ہے and I will say this. جہاں تک سینیٹر زہری کا تعلق ہے' ان کے لیے نہایت عزت' احترام ہے۔ مجھے جیسے ہی خبر ملی' آپ نے بھی بات کی' زہری صاحب سے میری بھی بات ہوئی and by the time we spoke to him جہاں پر ان کو روکا گیا تھا' وہاں سے ان کو access

مل گئی تھی، جب آپ کی اور میری بھی بات ہوئی and that within less than half an hour لیکن بہرحال

he is an honourable Senator. He is a member of the coalition. We have all the respect for him and I would request you, although he could have moved a privilege motion, he has not but I would request you that his matter may be referred to the Privileges Committee and let the Privileges Committee take it up as to that why he was put to inconvenience and why was he stopped and detained. We have no problem as far as that is concerned.

جناب چیئرمین: اور پھر یہ جو demand کر رہے ہیں that go to the

Senator Mian Raza Rabbani: I will come to that when I am winding up. Committees have been formed. Mushahid's committee was formed, Wasim Sajjad's committee was formed, they made recommendation what happened.

اگر دفتر کھاتے کے لیے committee بنانی ہے تو بنا لیں لیکن اگر کوئی meaningful چیز چاہیے تو اس کے لیے میرے پاس ایک suggestion ہے تاکہ کوئی meaningful چیز ہو۔ تو

by the next session I would have worked on that, I will give what I have in mind and by the next session we can put it into place.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اور

I and some other leaders or few members can go to visit there also with Senator Zehri, if that is the House wants that can be done.

حافظ رشید صاحب! آپ ابھی بولنا چاہیں گے پھر جیسے ہمارے ساتھی آئیں تو میں ان کو floor دے دوں گا۔ آپ نے نہیں بولنا' اچھا ٹھیک ہے کیونکہ آپ کا نام تھا' رازق صاحب کا بھی نام

ہے' صالح شاہ صاحب بھی نہیں ہیں۔ سعدیہ عباسی صاحبہ! آپ بولنا چاہیں گی' جی۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب! نہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا' ٹھیک ہے۔ اکبر شاہ صاحب۔ بھنڈر صاحب! آپ بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ اس موضوع پر بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ دو معاملات ہیں جن کو ہم الگ الگ discuss کرنا چاہتے تھے لیکن دونوں معاملات کا آپس میں رابطہ اور باہمی تعلق بھی ہے' اس لیے اس پر بیک وقت بحث ہو رہی ہے اور یہ internal security situation and prevailing price hike کے issues ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یوں تو دونوں الگ الگ موضوع ہیں لیکن دونوں بہت اہم ہیں' اس وقت پاکستان کے لیے دونوں issues بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں اور دونوں issues پر بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ میں سب سے پہلے internal security کے متعلق عرض کروں گا۔

جناب والا! آج تاثر یہ ہے کہ پاکستان کا ہر شہری اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کر رہا ہے' خواہ وہ بڑا ہے' خواہ وہ چھوٹا ہے' خواہ وہ امیر ہے' خواہ وہ غریب ہے لیکن ایک sense of insecurity ہمارے اندر پایا جاتا ہے۔ ہر طبقہ یہی محسوس کر رہا ہے کہ نامعلوم اس کی security کو کب خطرہ لاحق ہو جائے۔ جناب! پہلے زمانے میں ہوتا تھا کہ کوئی امیر آدمی محسوس کرتا تھا کہ وہ اپنی security کر سکے گا یا کر لیتا ہے لیکن آج یہ حالت ہو چکی ہے کہ کوئی آدمی بھی اپنے آپ کو safe محسوس نہیں کرتا۔ حالات اس قدر بگڑ چکے ہیں' حالات اس نہج پر چلے گئے ہیں جہاں کچھ معلوم نہیں ہے کہ لاہور میں کیا ہو جائے' بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں کیا ہو جائے' کراچی میں کیا ہو جائے' پشاور میں کیا ہو جائے۔ جناب والا! NWFP کے حالات کو دیکھ کر اور ان کو پڑھ کر خطرہ محسوس ہوتا ہے' قوم کو بھی خطرہ محسوس ہوتا ہے' پاکستان کی integrity and security کے لیے یہ حالات خطرے کا alarm دکھائی دے رہے ہیں۔ ان حالات پر میں نہایت مؤدبانہ عرض کروں گا کہ جب پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی تو تنقید کی جاتی تھی کہ خاطر خواہ اصلاحات نہیں ہو رہی ہیں' خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہیں' خاطر خواہ actions نہیں ہو رہے ہیں اور اگر کوئی action ہوتا تھا تو اس کو بھی ہدف تنقید بنایا جاتا تھا

اور کہا جاتا تھا کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ جناب! آج کیا حالات ہیں؟ وہ زمانہ گزر چکا' وہ حکومت گزر چکی اب عوام کے mandate سے اتنی بڑی حکومت آئی ہے' دو بڑی جماعتوں کی حکومت آئی ہے۔ لوگوں کی توقعات تھیں کہ فروری کے بعد اب بہت اصلاح ہو گی' اب حالات درست ہو جائیں گے' اب law and order صحیح ہو جائے گا' اب پاکستان کی security کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔

جناب والا! آج تقریباً چھ ماہ گزر چکے ہیں لیکن ان چھ ماہ میں اصلاح تو درکنار بلکہ حالات اور زیادہ خراب ہوئے ہیں' حالات اور زیادہ گھمبیر ہوئے ہیں۔ ہم یہ تو سنتے تھے کہ border پر کبھی کبھی clashes ہو جاتے تھے۔ جناب والا! آج سوات میں کیا ہو رہا ہے؟ سوات کے حالات پڑھتے ہوئے کانپ جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں سوات ایک امن کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا۔ یہاں لوگ یہ محسوس کرتے تھے کہ وہاں کوئی جرم نہیں ہے' لوگ وہاں جانا پسند کرتے تھے' لوگوں کے لیے ایک تفریح گاہ تھی لیکن آج ہر آدمی سوات جانے سے گھبراتا ہے اور ڈرتا ہے۔ وہاں curfews لگتے ہیں' وہاں ہر روز آدمی مر رہے ہیں۔ جناب! وہ کون مار رہا ہے؟ مسلمان مسلمان کو مار رہا ہے' حالات control نہیں ہوئے۔ جناب والا! جنوبی وزیرستان میں کیا ہو رہا ہے' کیا action لیا گیا ہے' کیا اصلاح ہوئی ہے؟ جناب! لوگ سوال کرتے ہیں اور قوم موجودہ حکومت سے یہ سوال کرتی ہے کہ آپ نے کیا اصلاح فرمائی ہے' آپ نے کیا بہتر اقدامات کیے ہیں' اب کیا security زیادہ ہو گئی ہے۔ اب پاکستان کے عوام کیسے محسوس کریں اور لوگ یہ محسوس کریں اور قوم یہ محسوس کرے کہ change for better آئی ہے' بہتری ہوئی ہے اور حالات سازگار ہو گئے ہیں۔ جناب والا! اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہر آدمی ڈر رہا ہے کہ وہ کہیں کسی bomb کی زد میں نہ آ جائے' وہ کسی دہشت گرد کی زد میں نہ آ جائے لیکن جناب والا! اس طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ لوگوں کو توجہ سے غرض نہیں ہے' لوگوں کو اور عوام کو اس بات سے غرض نہیں ہے کہ government نے کیا کیا ہے یا کیا اقدامات کئے' اقدامات کو نتائج کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے اور لوگ نتائج کو دیکھتے ہیں۔ لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ نتیجہ کیا برآمد ہوا ہے' کیا حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ اپنے طور پر کاغذوں پر کمروں میں بیٹھ کر کچھ اقدامات کئے ہوں گے لیکن جناب! عملی طور پر قومی زندگی میں قوم' عوام اور لوگوں کو وہ اصلاحات نظر نہیں آ رہی ہیں' وہ بہتری نظر

نہیں آ رہی ہے، وہ security نظر نہیں آ رہی ہے جو کہ ایک عام شہری کے لیے ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف پوری طرح توجہ نہیں دی گئی، شاید حکومت کی توجہ دوسرے معاملات پر ہے، ان معاملات پر ہے جو معاملات ان کے خیال کے مطابق نہایت ضروری اور اولین توجہ کے محتاج ہیں۔ جناب والا! ان کے نزدیک law and order کی بہتری، پاکستان کی security پاکستان کے استحکام کے متعلق جو چیزیں کرنے والی ہیں، ان کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ یہاں بیٹھ کر ایک programme بنایا جائے، ساری political parties کو confidence میں لیا جائے، سب کو اعتماد میں لیا جائے اور جناب والا! ایک قومی سوچ کے تحت اس طرف توجہ دی جائے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ عام آدمی کو سب سے پہلے جو چاہیے، وہ law and order and security چاہیے، اگر ملک میں میری security نہیں ہے---

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان میں دوبارہ تشریف لے آئے)

اگر ملک میں حالات سازگار نہیں ہیں کہ میں اپنی زندگی گزار سکوں تو میں کہنا تو نہیں چاہتا لیکن لوگ insecurity and insecurity of life کے سبب دوسرے ممالک کو رجوع کر رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ ہم کینیڈا یا انگلینڈ میں کیسے settle ہوں، یہ صورت حال ہو چکی ہے اور اس صورت حال کی موجودہ حکومت ذمہ دار ہے، چھ ماہ گزر جانے کے باوجود اصلاح نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف فوری توجہ دی جانی چاہیے اور سب کو collectively سوچنا چاہیے۔

جناب والا! دوسرا اہم موضوع price hike کا ہے۔ Price hike کی بھی یہ صورت حال ہے کہ پہلے غریب آدمی ہی محسوس کرتا تھا کہ گرانی بہت ہو چکی اور اس کے لیے جینا دوبھر ہو گیا لیکن اب صورت یہ ہے کہ خواہ وہ متوسط طبقہ ہے، خواہ وہ امراء ہیں، خواہ وہ higher income groups میں ہیں، خواہ lower income groups میں ہیں، ہر ایک کو یہ احساس ہے کہ گرانی بہت زیادہ ہے اور یہ دن بدن زیادہ سے زیادہ ہوتی جا رہی ہے، ہر آدمی اس کے شکنجے میں آ چکا ہے۔ اس کے متعلق اگر خاطر خواہ اقدامات نہ اٹھائے گئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتا نہیں ہمیں یہ کہاں سے کہاں لے جائے گی اور حالات دگرگوں ہوتے جائیں گے۔ اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ حالات ہم نے انہیں inherit کیے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ حالات inherit نہیں ہوئے،

سابقہ حکومت کے اعداد و شمار کو ملاحظہ کرلیں' اپنے Economic Survey of Pakistan کو دیکھ لیں' 2003,2004,2005,2006,2007 کے حالات دیکھ لیں اور آج کے حالات دیکھ لیں تو آپ کو یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ ساری چیزیں inherited نہیں تھیں۔ ہماری economy بہتر تھی' foreign reserves بہتر تھے' per capita income بہتر تھی' debts اتنے زیادہ نہیں تھے۔ میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ 2002-03 میں per capita income 586 dollar تھی' 2006-07 میں 925 ہو گئی' 2007-08 میں 1085 ہوگئی۔ جناب والا! کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے bad economy inherit کی ہے' کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایسے حالات میں ان کو حکومت ملی ہے کہ انہوں نے پچھلے حالات inherit کیے تھے۔ 2002-03 میں total investment 16.9% of GDP تھی اور 2007-08 میں total investment 21.6% ہو گئی۔ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کے دور حکومت سے انہوں نے bad economy inherit کی' یہ بات درست نہیں ہے۔ سوال یہ ہے اپنی اصلاح فرمائیں اور اپنے حالات درست کریں۔

جناب والا! میں اس کے بعد یہ عرض کروں کہ جو real GDP تھی وہ 2002 میں 4.7% تھی' 2003-04 میں 7.5% ہوئی' 2004-05 میں 9% ہوئی' 2005-06 میں 6.8% رہ گئی۔ یہ اعداد و شمار ہیں جو کہ سب کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ 1993 میں1.1% overall deficit تھا' ہم نے 2006 میں جا کر 4.3% دیا' ہم نے اس کا دگنا imporve کیا۔ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ bad economy تھی۔ Expenses میں 26.2 billion تھے اور وہ کم ہو کر 20.2 رہ گئے۔ جناب والا! expenses میں بھی کمی ہوئی۔ Revenue ہم 14.9% دے کر گئے۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں کیسے کہا جا سکتاہے کہ انہوں نے bad economy inherit کی تھی۔ یہ بات کرنے اور کہنے کے لیے تو ہے لیکن ان کے اپنے اعداد و شمار سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہم اپنی economy کو درست کریں لیکن جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ اس طرف توجہ نہیں ہے۔ خدارا ان عوامل کو دیکھیے اور عوام کو relief دینے کی کوشش کیجیے کہ جس سے یہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کم ہو۔

جناب والا! پٹرول کو دیکھ لیں' کسی پٹرول پمپ پر کوئی کار پٹرول لیتے ہوئے

نہیں ملے گی بلکہ گیس بھرواتے ہوئے ملے گی۔ گیس کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، بجلی کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، عام آدمی بجلی کی لوڈشیڈنگ سے متاثر ہے اور جو بجلی کے rates بڑھے ہیں وہ بھی عوام کی طاقت سے بہت اوپر چلے گئے ہیں۔ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں بھی بے حد اضافہ ہو رہا ہے۔ دال روٹی جو کہ عام آدمی کی پہنچ تھی، اس کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں اس اضافے کو دیکھنا ہو گا اور اس پر سر جوڑنے ہوں گے۔ جناب! صرف بیوروکریسی پر انحصار نہ کیجیے کہ آپ کو جو رپورٹ دیں گے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے مطابق تھوڑا بہت عمل درآمد کریں گے لیکن ویسے تو میرا خیال ہے حکومت کے پاس ان مسائل کے لیے وقت نہیں ہے اور اس پر کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو رہی۔ عوام کا تاثر یہ ہے اور عام آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ صرف دو issues impeachment and judges کی طرف حکومت کی توجہ ہے، تمام تر طاقت اور قوت ان دو issues پر لگی ہوئی ہے۔ عوام کی بہتری اور ان مسائل کے لیے حکومت کے پاس نہ وقت ہے، نہ سوچ ہے اور نہ ان کی اصلاح کرنے کا کوئی پروگرام ہے۔ جناب! عوام میں یہ تاثر دن بدن بڑھ رہا ہے اور اب لوگ بھی یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ جس چیز کے لیے ہم اس حکومت کو برسر اقتدار لائے تھے وہ مقاصد تو پورے نہیں ہوئے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ گرانی کم ہو جائے گی، law and order situation بہتر ہو جائے گی، ہمارے foreign reserves بڑھ جائیں گے، ہم خوراک کے معاملے میں خودکفیل ہو جائیں گے، industrial growth ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی 6 مہینے ہوئے ہیں اور اس اثناء میں ہم industrial growth کی توقع نہیں کر سکتے لیکن اور بہت کچھ تو توقع کر سکتے ہیں، اگر یہ reserves achieve نہ ہوں تو کم از کم ان کی طرف توجہ تو دیجیے، ان معاملات پر غور تو کیجیے، سر جوڑ کر تو بیٹھیے لیکن آپ کا تو یہ ہے کہ کئی جماعتوں کے ساتھ ہم نے کوئی بات نہیں کرنی، نہ کریں بات، ہم یہ نہیں چاہتے کہ ضرور بات کریں لیکن کم از کم اپنے طور پر بیٹھ کر کوئی حل تو تلاش کریں، عوام کو کوئی relief تو دیں، کوئی کام عوام کے لیے تو کریں۔ Subsidies کے متعلق یہ کہتے ہیں ہم نے اتنی بہت سی subsidies دی ہیں اور مزید subsidy نہیں دے سکتے، نہ دیں۔ Agriculture کے لیے یہ کہتے ہیں کہ ہم مزید قیمتیں نہیں بڑھائیں گے اس لیے کہ آٹا زیادہ مہنگا ہو جائے گا۔ جناب! قیمتیں نہ بڑھائیں لیکن یوریا کی قیمت تو کم کریں، کھاد کی قیمت

تو کم کریں، ٹریکٹر کی قیمت تو کم کریں، inputs کی قیمت تو کم کریں، ادویات کی قیمت تو کم کریں۔ ان چیزوں کی طرف تو توجہ نہیں ہے اور چھلانگیں لگا کر قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور ہر روز بڑھ رہی ہیں۔ اگر آپ کی production نہیں ہوگی تو کیسے آپ کی قیمتیں ارزاں ہوں گی۔ اگر آپ کی پیداوار زیادہ نہیں ہو گی، اگر آپ کی agriculture develop نہیں ہو گی تو آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ آپ کا GDP بڑھے گا، اس کی ratio بڑھے گی۔ جناب والا! معذرت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے، اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ کمیٹیاں کس غرض کے لیے ہیں، نیشنل اسمبلی کی کمیٹیاں ہیں، یہاں سینیٹ کی کمیٹیاں ہیں، ان سے تجاویز لیجیے، ان کو فعال بنائیے، ان کو یہ معاملات refer کیجیے۔ یہ سارے لوگ practically زندگی میں رہنے والے ہیں، ان کو عوام کی تکالیف کا اور اپنے resources کا معلوم ہے، یہ کمیٹیاں آپ کو بڑے اچھے مشورے دے سکتی ہیں، ان مشوروں پر عمل درآمد کیجیے۔ بیوروکریسی کے مشوروں پر مت جائیے، ان کو مدنظر ضرور رکھیے لیکن عوام کے نمائندوں سے رائے لیجیے، ان کا input لیجیے۔ نیشنل اسمبلی کی کسی کمیٹی کو کوئی معاملہ refer ہوا، کوئی آیا، کوئی decision لیا گیا۔ سینیٹ کی کمیٹی میں law and order کے لیے Interior کو بھیجیے، خوراک کے لیے Food and Agriculture کو۔ Finances کو improve کرنے کے لیے Finance Committee کو بھیجیے، ان سے تجاویز لیجیے، ان پر عمل درآمد کیجیے۔ لوگوں کو احساس ہو کہ حکومت کچھ نہ کچھ کر رہی ہے اور حکومت ان چیزوں کو دیکھ رہی ہے اور لوگوں کو immediate relief چاہیے۔اب لوگ وعدوں پر جی نہیں سکتے اور وعدوں پر نہیں چل سکتے۔ قوم اور ملک پر رحم کیجیے اور گرانی اور ہر روز بڑھتی ہوئی مہنگائی کو روکیے اور لوگوں کو ریلیف دیں۔ میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین! کل قائد ایوان نے assurance دی تھی۔ ایک walk out ہوا تھا National Commission for Human Development کے اسی ہزار ملازمین برطرف ہوئے تھے Honourable Leader of the

House- نے assurance دی تھی کہ lunch کے بعد جو اجلاس شروع ہوگا وہ اس میں مفصل رپورٹ پیش کریں گے کہ وفاقی حکومت نے ان ملازمین کو کیوں برطرف کیا اور ساتھ ہی انہوں نے کہا تھا کہ صوبائی حکومت سے پوچھا جائے گا کہ پنجاب پولیس نے کل جو بربریت کے پہاڑ وہاں نہتے ملازمین پر توڑے تھے، خواتین کو بے آبرو کیا گیا تھا تو اس کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گے۔ انہوں نے ابھی تک وہ رپورٹ پیش نہیں کی۔ محترم قائدایوان یہاں پر موجود تھے، ابھی میں نے ان کو دیکھا اور وہ غائب ہوگئے۔

جناب چیئرمین: ابھی آ جاتے ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ خالق صاحب! کیوں کہ پری گل صاحبہ کے پاس floor تھا تو اس کے بعد میں آپ کو بلا لوں گا۔ کیا آپ مختصر بات کرنا چاہتی ہیں۔ پری گل صاحبہ سے پوچھ لیں اگر وہ اجازت دیتی ہیں تو میں حاضر ہوں۔ میں آپ سب سے ایک عرض کردوں کہ مجھے ابھی بلوچستان حکومت سے رپورٹ آئی ہے جو ہم نے ان سے اسرار اللہ زہری صاحب کے بارے میں query کی تھی وہ یہ بتا رہے ہیں کہ خضدار میں کوئی targetted killing ہوئی تھی اور اس کی وجہ سے checking ہو رہی تھی اور زہری صاحب بھی اس لائن میں تھے۔ زہری صاحب نے DPO کو فون کیا تو جیسے ہی ہمیں پتا چلا ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو چار گاڑیاں تھیں اور اسلحہ کے ساتھ ساتھی تھے، انہیں جدا کر کے جلدی سے clear کردیا تھا۔ یہ رپورٹ آئی ہے اور میں یہ House میں پڑھ دیتا ہوں and I will give it to the Leader of the Opposition and Leader of the House also. بلوچستان حکومت کو جو اس دن ہم نے query کی تھی اس کا جواب آیا ہے۔ ہم نے اسی وقت initiate کردیا تھا تو اس کا جواب آیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک درخواست کروں گی کہ دیکھیں آج یہ ہوا، کل اور ہوگا۔ اس کے لیے ایک کمیٹی بنائیں۔ ایک اسپیشل کمیٹی بنائی جائے جس میں چاروں صوبوں کے چار چار لوگ اور فاٹا کے بھی چار لوگ ہوں اور یہ داخلہ کمیٹی کو دے دیں۔

جناب چیئرمین: میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ برخاست کرنے سے پہلے جو بھی آپ

نے فیصلہ کیا اسی پر انشاء اللہ عمل ہو گا۔

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین ! بہت بہت شکریہ۔ اسرار آپ بولنا چاہتے ہیں تو بولیں۔

سینیٹر میر اسرار اللہ خان زہری : جناب چیئرمین ! جو رپورٹ آپ کے پاس آئی ہے، آپنے بتائی میں سن نہیں سکا۔ وہ غالباً DPO نے رپورٹ دی ہے۔

جناب چیئرمین : بلوچستان حکومت اور FC کی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بڑی لمبی لائن تھی اور DPO کو آپ نے اطلاع دی کہ آپ لائن میں ہیں تو انہوں نے وہاں کمانڈر کو بتایا اور وہ کہتے ہیں ہم نے زہری صاحب کو اور ان کی گاڑیوں کو چند گھنٹوں میں وہاں سے رخصت کر دیا۔

سینیٹر میر اسرار اللہ خان زہری : جناب چیئرمین ! میں جب آیا وہ مجھے نہیں جانتے تھے، میں نے وہاں کھڑے پولیس والوں کو request کی جو چھ سات وہاں کھڑے تھے لیکن پولیس والوں نے مجھے کہا کہ ہم خود arrest ہیں پھر میں نے DPO کو کہا۔ اس نے کہا جناب! ہم نہیں آسکتے یہ ہمیں پہلے بھی بے عزت کر چکے ہیں، اب بھی بے عزت کر رہے ہیں۔ آپ اب بھی check کریں وہ ابھی بھی شہر سے لوگوں کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ ڈیڑھ سو لوگ ابھی بھی ان کے کیمپ میں بند تھے۔ کل پرسوں میں نے سنا ہے کہ کچھ لوگوں کو انہوں نے چھوڑا ہے۔ یہ خود لے جا کر بند کرتے ہیں، پولیس کے حوالے نہیں کرتے، اگر کوئی مسئلہ ہو تو وہ پولیس والوں کو بتا دیں۔ پولیس اتنی خوفزدہ ہے میں نے پولیس والوں کو کہا کہ ان کے خلاف FIR درج کریں۔ اگر عوام کے خلاف FIR ہوسکتی اور اگر کوئی law enforcement agency آ کر شہر میں اس طرح کرتی ہے تو اس کے خلاف بھی ایف آئی آر ہوسکتی ہے لیکن وہ سب ڈرے ہوئے ہیں۔ لوگوں میں اتنا خوف و ہراس ہے آپ سوچ نہیں سکتے۔

جناب چیئرمین: اس کو دیکھ لیں گے، آپ تسلی رکھیں۔ جی پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! جناب چیئرمین ! بہت بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع دیا اور آپ نے غریب اورمسکین سینیٹروں کی آواز سنی۔ تمام سینیٹرز

چاہے وہ وہاں بیٹھے ہیں یا یہاں بیٹھے ہیں سب کی عزت برابر ہے۔ سب میرے اچھے دوست اور colleague ہیں۔ ہم کسی کے مخالف نہیں ہیں۔ جب ہم ایک ایوان میں بیٹھتے ہیں تو سب برابر ہیں۔ آپ نے اتنے اچھے طریقے سے ہماری آواز اور ہمارا رونا دھونا سنا اور دیکھا تو میں اس کے لیے سب بھائیوں کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا چیئرمین ہر سینیٹ کو دے۔ آمین۔ جس میں اتنی معصومیت اور درد ہے ہمارے لیے۔ میں آپ کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اور خاص کر اپنے بلوچستان، پنجاب، سندھ، سرحد، فاٹا کے تمام ممبران کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیوں کہ آج آپ نے ہماری عزت رکھی ہے اور ہماری بات سنی ہے۔

جناب چیئرمین! جو تقریر میں نے لکھی تھی وہ تو اس کی نذر ہوگئی ہے۔ میں نے ساری رات اس پر محنت کی تھی۔ میں کچھ تھوڑا سا کہنا چاہوں گی اور آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گی۔ جناب! بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ آپ یقین کریں، آج کل ہو کیا رہا ہے۔ یہ سب کچھ سمجھ سے باہر ہے۔ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہمارے اتنے خوبصورت پاکستان کو کس کی نظر لگی ہے۔ یقین کریں، میں یہ نہیں کہوں گی کہ اس حکومت نے اچھا تیر مارا اور اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اس وقت بھی اگر وہ کوئی غلط بات کرتے تھے تو میں ان کی مخالفت کرتی تھی۔ میں معاف نہیں کرتی تھی۔ مگر اب جو پانچ، چھ مہینے گزرے ہیں۔ آپ یقین کریں اس وقت جو عوام ہے وہ اتنی tension میں ہے کہ اگر کسی کو بلڈ پریشر، شوگر نہیں تھی تو وہ بدبخت بھی بلڈ پریشر اور شوگر میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یہ صرف اور صرف ہم سیاستدانوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ دیکھیں صبح سے شام تک کیا ہو رہا ہے۔ ان کو نہ پاکستان کی پرواہ ہے۔ آپ دیکھیں چاروں بارڈروں پر اس وقت ہمارے دشمن چوکنا کھڑے ہیں۔ پاکستان اس وقت اتنے خطرات میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی بھی اتنا نہیں ہوا۔ جب ہم خود ہی اپنے لوگوں کو اسمبلیوں میں گالیاں دیتے ہیں، ان کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کو اتنا بے عزت کرتے ہیں جناب چیئرمین! جو چاروں طرف ہمارے دشمن ہیں ان کو تو موقع ملے گا کہ وہ اپنا وار کریں۔ چاہے وہ امریکہ ہو، انڈیا ہو، افغانستان ہو، ان کو موقع ملے گا اور وہ ہماری آپس کی لڑائی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ گھر میں اگر لوگ آپس میں لڑتے رہیں گے تو پڑوسی کو تو خوشی ہو گی کہ ان کے گھر میں لڑائی ہو رہی ہے اور میں اپنا کام کر جاؤں۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت پورے پاکستان اور

پاکستانیوں کا سوال ہے۔ پاکستان کو بچانا ہے کیوں کہ پاکستان اس وقت اتنی مشکلات سے گزر رہا ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ ساری عوام اس پر پریشان ہے۔ لوگوں کو روٹی نہیں مل رہی ہے، کپڑوں کا مسئلہ، سیلاب کی پریشانی، واپڈا کا مسئلہ یعنی ایک سے بڑھ کر ایک مسئلہ ہے جس کو عوام برداشت کر رہے ہیں اور یہ اپنے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اپنی لیڈری کی فکر ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گی کہ میں اچھی ہوں اور وہ برے ہیں۔ اگر میں بھی برا کام کروں تو میں بھی بری ہوں کیوں کہ میں پاکستان کے لیے یہاں ایک پاکستانی کی حیثیت سے سینیٹ میں عوام کے ووٹوں سے آئی ہوں۔ جب الیکشن ہوتے ہیں تو ہم اتنے بڑے بڑے نعرے لگاتے ہیں کہ جی ہم یہ کریں گے، آپ کو سکھ دیں گے، آپ کو چین دیں گے، آپ کو خوشی دیں گے۔ خاک خوشی دی ہے ہم نے۔ عوام کا سکھ چین انہوں نے چھین لیا ہے۔ جناب چیئرمین! جن لوگوں سے یہ ووٹ کی بھیک مانگتے ہیں اور کامیاب ہو کر ایوانوں میں آتے ہیں، ان کی گلیوں میں جا کر، دروازہ کھٹکھٹا کر ووٹ لیتے ہیں۔ جب جیت کر اسمبلی میں آتے ہیں تو اس غریب عوام کو بھول جاتے ہیں اور اپنی عیاشیوں میں لگ جاتے ہیں اور اسی عوام سے یہ ڈرتے ہیں اور بیس، بیس، پچاس پچاس گاڑیوں میں کلاشنکوفوں کے ساتھ یہ گھومتے پھرتے ہیں۔ ارے بابا! کل اسی عوام نے آپ کو ووٹ دیا اور آپ کو اس اسمبلی میں پہنچایا آج ان سے آپ کیوں ڈر رہے ہیں؟ اگر ہم غلط نہ ہوں تو پھر اپنے لوگوں سے کیوں ڈریں۔ عوام تو اتنے ظالم نہیں کہ وہ اپنے ہی نمائندوں کو ماریں۔ جب آپ عوام کو دھوکا دو گے اور ان کے لیے کچھ نہیں کرو گے تو پھر آپ لازماً ان سے ڈرو گے۔

آج جناب چیئرمین! ناظموں پر ظلم ہو رہا ہے اور پورے پاکستان کے ناظموں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ کل جو عوام کے نمائندے تھے، آج وہ تھانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ہمارے group میں شامل ہو جاؤ یا تھانوں میں چلو۔ آپ ایک عوامی نمائندے کو بے عزت کر رہے ہیں یہ آپ کا law and order ہے؟ آپ ان پر corruption کے الزامات لگا رہے ہیں تو corruption کس نے نہیں کی ہے۔ آپ لوگ پوری قوم کے خزانے کو لوٹ کر لے گئے۔ جناب! ناظمین بے چاروں کے پاس کتنا فنڈ ہو گا۔ ان کے پاس پچاس لاکھ یا ایک کروڑ تک ہو گا، کیا وہ اتنا بھوکا ہے کہ وہ پچاس لاکھ ہڑپ کر کے چلا جائے گا۔ جناب! یہ کام

پورے ملک میں چل رہا ہے، اگر آپ نے اس کو روکا نہیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس ملک کے عوام کا کیا حشر ہو گا کہ ان کے یونین کونسلوں کے ناظمین کو جیل بھجوایا جا رہا ہے۔ روز اخباروں میں کسی ناظم کا نام آتا ہے کہ کروڑوں روپے کی .corruption جناب! جنہوں نے کروڑں کھایا ہوا ہے وہ کیوں چھپ کر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کا نام کیوں نہیں لیا جا رہا؟

جناب والا! جیسے بلوچستان اور پورے پاکستان کے امن و امان کے لیے ایک کمیٹی بنائی ہے، ناظمین کے لیے بھی ایک کمیٹی بنائیں، وہ بھی ہمارے نمائندے ہیں، ہمارے لوگ ہیں، ان کو تنگ کیا جا رہا ہے، یہ کتنے ناظمین کے گھروں میں آدھی رات کو چھاپے لگا رہے ہیں۔ پولیس چھلانگ لگا کر عورتوں کو پکڑتی ہے اور کہتی ہے کہ لاؤ اپنے خاوندوں اور بھائیوں کو، یہ کیا ظلم ہے؟ انہوں نے تمام ناظمین کے خلاف FIRs کٹوائی ہیں۔ یہ ناظمین کو فارم دیتے ہیں کہ یہ پر کر کے ہماری پارٹی میں شامل ہو جاؤ، اس طرح زبردستی کسی کو پارٹی میں شامل کیا جا سکتا ہے؟ جناب! انہوں نے پورے پاکستان میں ناظمین کا جینا حرام کر دیا ہے۔ ایک ناظم پورے ڈسٹرکٹ کا مالک ہوتا ہے اور پولیس اس کے under آتی ہے، وہی پولیس آج FIR اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ کیا اس نے کوئی قتل کیا ہے، ڈاکا مارا ہے، یہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ ایسا پاکستان میں کبھی بھی نہیں ہوا۔ کیوں آج پاکستانی ایک دوسرے کے خلاف FIRs کٹوا رہے ہیں، یہ سب کچھ غلط ہے۔ یہ فکر نہ کریں آج یہ ان کے خلاف FIRs کٹوا رہے ہیں کل ان کے خلاف بھی FIRs کٹیں گی۔ اب وہ عوام نہیں ہے ایسا کرنے سے آپ پانچ دن بھی نہیں گزار سکو گے۔ اب ہمیں اپنے ملک کے لیے کام کرنا ہے، ملک کو سنبھالنا ہے، borders کو سنبھالنا ہے۔

جناب! آپ دیکھیں کہ ہم فوج کے بارے میں بھی بہت برا بھلا کہتے ہیں۔ اسی فلور پر ہم نے بے چارے فوجیوں کی روٹیوں کا بھی حساب لیا۔ آپ کے پاس record موجود ہے۔ آپ اپنے borders کے رکھوالوں کو بھی نہیں چھوڑتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھتے ہیں کہ defence پر کتنا پیسہ خرچ ہو رہا ہے۔ ارے بدبختو! ان کی ماں، بہنوں سے پوچھو جن کے بیٹے اسی border پر شہید ہوئے ہیں، آپ لوگ تو صرف یہاں اسمبلی میں بیٹھ کر نعرے لگا کر TA and DA لے کر چلے جاتے ہو۔ آپ ان سے پوچھو جن کے جوان بیٹے شہید ہوئے ہیں۔ جن کی مائیں خون کے آنسو روتی ہیں، ان کے لیے آپ نے اسی فلور پر جس کی میں بھی گواہ ہوں، سارے

لوگ گواہ ہیں، ان بے چاروں کا انھوں نے حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ تاریخ میں کبھی بھی یہاں اس فلور پر فوجیوں کی روٹی، دال کا حساب نہیں آیا، borders کا حساب نہیں آیا۔ جناب! پہلی دفعہ فوج کی پوری enquiry ہوئی کہ فوج پر کتنا خرچہ ہو رہا ہے اور کہا گیا کہ خرچے کو کم کیا جائے۔ ارے آپ جتنا بھی خرچ اس ضمن میں کرو گے، اتنا ہی آپ کے borders مضبوط ہوں گے اور پاکستان مضبوط ہوگا۔ آپ اپنے پیٹ پر پتھر رکھو، border کو مضبوط کرو۔ فوج کو مضبوط کرو تاکہ وہ پاکستان کو چاروں طرف سے محفوظ رکھ سکے۔

جناب! میں اپنے ان تمام بھائیوں سے درخواست کرتی ہوں کہ ہمیں ایک دوسرے کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے پاکستان کو بچانے کے لیے مل کر کام کریں اور ہمیں ایک دوسرے کے خلاف FIRs نہیں کٹوانی چاہییں۔

جناب! ہماری ایک سینیٹر یاسمین صاحبہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں، اس کا میاں دبئی میں ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ سینیٹر جو اپنے صوبے کی نمائندگی کرتی ہے اس کے میاں کا یہ حال ہے۔
جناب! دور کو چھوڑیں اپنے نزدیک دیکھیں، ہمارے فاٹا کے جو وہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کا حشر دیکھیں، یہ دیکھیں یہ چار بچوں کے ساتھ کراچی میں بیٹھی ہوئی ہے اور اس کو دھمکیاں ملتی ہیں۔ ایک عورت جو سینیٹر ہے اس کو دھمکیاں ملتی ہیں کہ ہم یہ کریں گے، وہ کریں گے اور اس کا میاں دبئی بیٹھا ہوا ہے جس کے خلاف دس FIRs کٹی ہیں۔ کیا اس نے کسی کو قتل کیا تھا؟
جناب! جب اس قسم کا کام نمائندوں کے ساتھ ہو رہا ہے تو پھر آپ پلٹ کر دیکھیں کہ غریب عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا۔ جیسے بلوچستان کے لوگوں کا ذکر ہوا کہ دن دیہاڑے ان کو لے جا رہے ہیں، وہ تو لے جا رہے ہیں، ان بے چاروں کو لے جا رہے ہیں جو ٹینٹوں میں رہتے ہیں، انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ دہشت گرد ہو۔ ان بے چاروں کو لے جا رہے ہیں جن کی بھیڑ، بکریاں ہیں اور وہ ٹینٹوں میں پڑے ہوئے ہیں، انہیں کہتے ہیں کہ آپ انڈیا سے ملے ہوئے ہو۔ خدا کا خوف کرو، جو بے چارہ دودھ بیچ کر گزارا کرتا ہے۔ وہ لوگ بھیڑ، بکریوں کو ٹینٹ میں رکھ کر بیٹھے ہیں وہ کیسے انڈیا سے ملے ہوئے ہیں۔ جن کے خاندانوں کو سیلاب بہا کر لے گیا اگر وہ انڈیا کے ساتھ ملے ہوتے تو محلوں میں رہتے۔ وہ بلوچستان میں جھگیوں میں نہ رہتے۔ ان کے لندن وغیرہ میں بڑے بڑے palace ہوتے ۔ ایسا ہوتا تو وہ جھگیوں میں نہ رہتے اور بھیڑ، بکریاں پال

کر اور دودھ بیچ کر اپنا گزارا نہ چلاتے۔ بلوچستان کے لوگ پاکستان سے محبت کرنے والے لوگ ہیں، وہ پاکستان کے نام پر اپنی جان بھی قربان کر دینے والے لوگ ہیں۔ پتا نہیں یہ بیچ میں کوئی انڈیا کے agents آئے ہیں، اللہ جانے یہ کہاں سے آئے ہیں جو ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو اس طرح مار رہے ہیں۔ پتا نہیں یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ خدا کے لیے آپ یہ پارٹی بازی چھوڑیں، آپ پاکستان کے لیے نعرہ لگائیں اور اسے مضبوط کرنے کا نعرہ لگائیں تاکہ دشمن آپ سے ڈر جائے۔ ورنہ دشمن آپ لوگوں کو بھی کچا کھا جائیں گے۔ اس وقت بڑی خطرناک لڑائی شروع ہے اور ہر بندہ اس سے سہما اور ڈرا ہوا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اللہ سے یہی دعا کرتی ہوں کہ وہ میرے پاکستان اور پاکستانیوں کو سلامت رکھے اور ان کو کوئی دکھ نہ دے۔ اب ہم مہاجروں کا حشر دیکھتے ہیں جو ٹینٹوں میں پڑے ہوئے ہیں، اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ فاٹا کی طرف بھی توجہ دیں کیونکہ اس وقت فاٹا اور بلوچستان کے لوگ بہت پریشان ہیں۔ وہ اب اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجتے کہ وہاں سے ان کی لاش نہ آ جائے۔ جناب چیئرمین! سینیٹ Upper House ہے۔ یہ ایوان بالا ہے، اس کو ایوان بالا کی طرح ہی بات کرنی چاہیے اور order کرنا چاہیے تاکہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ میں آخر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ چیئرمین صاحب، اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی دے اور اسی طرح سلامت رکھے۔ آج سینیٹ بھی خوب صورت لگ رہا ہے، دو دن سے ہم پریشان تھے، آج سینیٹ بہت خوب صورت لگ رہا ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مختصر کرلیں، پیرزادہ صاحب کو پھر فلور دینا ہے۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: میں کمیٹی کے حوالے سے بات کروں گی کہ جو کمیٹی بنائی جائے kindly اس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہو جیسے آغا پری گل صاحبہ نے کہا۔ جناب، اس میں ایک time period مقرر کرنا چاہیے اور اس میں جو بھی حالات ہیں وہ بتانے چاہییں۔ میں یہ کہوں گی کہ بلوچستان کا حال بہت ہی برا ہے لیکن سندھ، پنجاب اور NWFP کا

بھی کوئی اچھا حال نہیں ہے۔اس لیے چاروں صوبوں کی نمائندگی اس میں ہو اور اس میں پوری رپورٹ دی جائے کہ وہاں پر جو سیاسی انتقام لیا جارہا ہے اور لوگوں کو پریشان کیا جارہا ہے' اس کی رپورٹ اس فلور پر دی جائے۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن final جب بات کریں گے' جو بھی تجاویز ہیں وہ سن رہے ہیں' اس پر انشاء اللہ عمل کرلیں گے۔ جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ صوبہ پختونخواہ میں کسی سیاسی انتقام کی ایک مثال بھی آپ پیش نہیں کرسکتے۔ کسی شخص کو بھی سیاسی وجوہات پر تنگ کیا گیا ہے اور نہ ہی گرفتار کیا گیا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ایک مثال پیش کردیں۔ تقریر میں آکر کہہ دینا' یہ غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین: عبدالخالق پیرزادہ صاحب۔ میں اپنے ساتھیوں سے عرض کروں گا کہ ابھی بھی کافی speakers رہتے ہیں' وقت تھوڑا ہے' اس لیے مہربانی کرکے مختصر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: الحمد لله رب العلمين۔ والعاقبة للمتقين۔ والصلوة والسلام علی سید الانبياء والمرسلين۔ سيدنا محمد ورحمة اللعلمين۔ قال الله سبحنه وتعالى۔ قل اللهم مالک الملک، تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔ بیدک الخیر۔ انک علی کل شی قدیر۔ اٹھارہ فروری کے انتخابات میں جو جماعتیں کامیاب ہوکر آئی ہیں' وہ آئی وائی کوئی نہیں ہیں' اللہ تعالیٰ خود ان کو لائے ہیں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ جس کو میں ملک دینا چاہتا ہوں' اس کو دیتا ہوں اور جس سے ملک چھین لیتا ہوں' اس سے چھین لیتا ہوں۔ ملک دینے اور چھیننے کے درمیان میں یا بعد میں یا پہلے' جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں' جس کو چاہتا ہوں ذلیل کرکے نکال دیتا ہوں۔ اس لیے کہ بھلائی اور خیر میرے ہاتھ میں ہے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ خدا کا اٹل فیصلہ ہے' اس پر نہ کوئی تقریر ہوسکتی ہے' نہ تبصرہ ہوسکتا ہے نہ کوئی تالیف ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی دو رائے ہوسکتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے صاحب۔ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کو لایا ہے' ان جماعتوں کو اکٹھے بٹھایا ہے' اچھے حلوے شلوے' مولوی تو ویسے ہی

حلوے کھانے میں بدنام ہیں، حلوے تو سارے سیاسی لوگ کھا جاتے ہیں اور بدنام مولویوں کو کرتے ہیں۔ یہ پالیسی انگریز دے گیا تھا، آج تک چل رہی ہے۔

میرا خیال ہے آج میری تقریر اس سیشن کے آخری آنسو ہیں، اس کے بعد شاید کچھ اور آنسو آجائیں کیوں کہ وقت بہت کم ہے۔ ساری تقریریں سن کر میں سوچتا ہوں کہ ہم سینیٹروں کی بھی عجیب قسمت ہے صاحب۔ آپ تو ماشاء اللہ وہاں براجمان ہو کر سن رہے ہیں۔ آپ کو اللہ سلامت رکھے، اقبال بلند کرے، آپ کو ایک ہزار سال عمر دے، دو ہزار سال آپ ہمارے چیئرمین رہیں اور یہ سیکرٹری صاحب بھی اور ان کے ساتھی بھی لیکن ہماری یہ کیا ڈیوٹی ہے بھائی؟ پیسہ وہ کھائیں دفاع ہم کریں۔ پیسہ وہ کھائیں اور الزام ہم لگائیں۔ نوکریاں وہ بانٹیں اور روئیں یہاں بیٹھ کر ہم۔ وزارتیں وہاں تقسیم ہوں، ماتم کریں یہاں ہم۔ غریب وہاں مر رہے ہوں اور یہاں چوں چوں کا مربہ ہم کریں۔ ہم کتنے مظلوم لوگ ہیں صاحب۔ ہم پر تو بہت ظلم ہوا، ہم بن گئے سینیٹر۔ کھائیں گے ہم، بجاؤ گے تم۔ عیش ہم کریں گے، ناچو گے تم۔ بات ہماری چلے گی، تمہاری کوئی نہیں سنے گا۔ واہ واہ، بہت افسوس ہوا اس زندگی پر جس نے ہمیں یہاں سینیٹر بنا کے لاکر کھڑا کردیا۔ کوئی خوشی نہیں ہے، اس سے اچھا تو مسجد کا ممبر تھا جہاں ہم محلے میں ایک بات کرتے تھے تو محلے والے وہ بات مان لیا کرتے تھے۔ آج رو رو کے ہمارے آنسو سوکھ گئے ہیں۔ کوئی سننے کے لیے تیار ہے نہ ماننے کے لیے تیار ہے، نہ اس کو نافذ کرنے کے لیے تیار ہے۔

یہ کیسے لوگ ہیں ہم اور ہماری کیسی بےسری اور بے اثر آواز ہے کہ ہم جب باہر جاتے ہیں تو جی ایچ کیو والے ہمیں کہتے ہیں کہ جناب قانون تو آپ بناتے ہیں، ابھی اندر سے میں رو رہا ہوتا ہوں کہ اس کو کیا پتا ہم بناتے ہیں کہ کون بناتا ہے؟

(قہقہے)

بہرکیف یہ ہماری حالت ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم عزت دیتے ہیں، ہم خیر دیتے ہیں، ہم بھلائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام تو کوئی لیتا نہیں ہے۔ میری تقریر کا جو موضوع ہے، تھوڑا سا اتنا سا اور وقت بہت کم ہے، وہ صرف اتنا ہے کہ عزت خدا دیتا ہے، کپڑا خدا دیتا ہے، مکان خدا دیتا ہے، سیلاب خدا بھیجتا ہے، دی ہوئی حکومت خدا دیتا ہے اور دے کر چھیننا بھی خدا کا کام

ہے۔ نہ یہ تمہارا کام ہے نہ ہمارا کام ہے۔ .It is my topic, Sir یہ میرا موضوع ہے' ہم رو رہے ہیں ہر بات پر لیکن خدا سے بھیک نہیں مانگتے ہیں' یہ کیا بات ہے؟

چھوٹی سی بات ہے کہ ایک خاوند اپنے گھر میں تین ہزار روپے تنخواہ لے کر آتا ہے اور اس کی بیوی میک اپ پر چھ ہزار روپے خرچ کردیتی ہے' اس گھر کا کیا حال ہوگا؟

(ایوان سے آواز آئی "برا حال ہوگا")

جب گورنمنٹ کی آمدنی 300 ارب ہو اور ہمارے دوروں' ہمارے رقص و سرود' ہماری عیاشیوں' ہماری تنخواہوں' ہماری گاڑیوں' ہماری کوٹھیوں' ہمارے لاجز اور ہمارے ان بڑے بڑے بالا خانوں پر گورنمنٹ کی سالانہ آمدنی سے تین گنا زیادہ خرچ ہوگا' آپ کیوں شور مچاتے ہیں خواہ مخواہ' کہ پھر کہاں سے مال سستا ہوگا' کہاں سے آٹا ملے گا' کہاں سے روٹی ملے گی' کہاں سے سکون ہوگا' کہاں سے خوش حالی آئے گی! سب سے پہلے حکومت کی تمام عیاشیوں کو بند کریں' جتنی بڑی بڑی تنخواہیں ہیں صاحب' خدا کے لیے میری بات مان لیں' اتنی کردیں جتنی کسی گھر کا خاوند کما کے لاتا ہے۔ کردیں ساڑھے سات ہزار روپے سینیٹروں کی تنخواہ۔ خدا کی قسم' غریب کی بددعا تو نہ لیں ورنہ ہمارے بچے لنگڑے لولے پیدا ہوں گے' اپاہج پیدا ہوں گے اور اگر صحت مند بھی ہوں گے تو بدنصیب ہوں گے۔

خرچہ جتنا ہے' آمدنی اس سے آدھی ہے۔ اس کا حساب کون لگائے گا۔ آٹے کی تو بات بعد میں ہے صاحب' چینی کی بات بھی بعد میں ہے' سیمنٹ کی بات بھی بعد میں ہے۔ وہ اپنی دادا بھائی بیٹھے ہوئے تھے' کہاں چلے گئے۔ ارے بھائی' 210 روپے کا بوری بیچتے بیچتے تم 365 روپے کا بیچنے لگے۔ آؤ ادھر کٹہرے میں کھڑے ہوکر بتاؤ کہ اس حالت میں تم کو کس نے پہنچایا' اس کا مجرم کون ہے۔ مکان دینا تھا آپ نے' مکان بھی گر گیا' اللہ تعالیٰ نے گرا دیا ماشاء اللہ۔ ابھی دیکھیں کروڑوں آدمی اپنے گھروں سے باہر' سرحد میں' پنجاب میں' سندھ میں' بلوچستان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے کپڑے کی بات کی تھی' میں اس حکومت کی بات نہیں کر رہا ہوں' میں پچھلی حکومت کی بات بھی کر رہا ہوں' میں کہہ رہا ہوں کہ اس President House کو کسی مسجد میں کھول دو' خرچہ بچالو۔ اس کو کسی جاپان کی کمپنی کو کرایہ پر دے دو' پیسے آجائیں گے۔ اتنا بڑا وزیراعظم ہاؤس ہے بھائی' کسی دینی مدرسے پر قبضہ کرکے وہاں وزیراعظم

ہاؤس کھول لو۔ اس کو کسی کینیڈا کی کمپنی کو کرایہ پر دے دو، پیسہ آئے گا، آٹا سستا ہوجائے گا، چینی سستی ہوجائے گی، سیمنٹ سستا ہوجائے گا، لوگوں کے بدن پر عزت والے کپڑے آجائیں گے۔ اگر ہم ہی یہ سارے پیسے کھاتے رہے، ہم ہی وزارتیں بانٹتے رہے، ہم ہی ٹی اے، ڈی اے پر مرکر اپنی انسانیت کو بھولتے رہے تو خدا کی قسم یہ ملک قرضوں میں دبتا جائے گا۔

ماہرین یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اگر ایک پاؤنڈ کسی نے سود کا لیا ہوتا اور آج اس کا سود اکٹھا کرکے حساب لگایا جائے تو امریکہ کے بجٹ سے زیادہ، آج اس کا سود ہوتا۔ یہاں کہتے ہیں کہ جی جنرل ضیاء الحق 11 ارب ڈالر کھا گیا۔ دوسری پارٹی کھڑی ہوتی ہے--- ارے چیئرمین صاحب کو مسجدوں کی خطابت لے دو، ان کی سینیٹروں سے جان چھڑا دو، ہر ایک سینیٹر کو ایک ایک مسجد دے دو تاکہ اپنا نزلہ وہاں جھاڑ لیں۔ خطیب بنادو مسجدوں میں۔ اور کچھ نہیں تو ملا عمر کو دے دو، وہ آج کل فارغ بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی کام نہیں آتا۔ مہنگائی زیادہ کرنی ہوتی ہے تو وکلا تشریف لے چلتے ہیں۔یہ استریاں کرکرکے کالے کالے کوٹ پہن کر اور جناب والا! وہ لا رہے ہیں، ہم وکلا، ہم وکلا، سارے امن کو برباد کرنے والے یہی وکیل ہیں، یہی جج ہیں اور یہی چیف جسٹس اور جسٹس ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو بیس، بیس نسلوں تک مقدمے لوگوں کے نہ چلتے اور لوگوں کے گھر اور لوگوں کے خاندان برباد نہ ہوتے۔ سکون کی بھیک مانگ رہا ہے ہر شخص اپنی زبان باہر نکال کر اور یہ کہتے ہیں وکلا، وکلا، وکلا بھی کہنا نہیں آتا۔ وہ افتخار چوہدری بھی وکلا کہتا ہے۔ وکلا اور وکلا میں، عالم اور عالم میں بہت فرق ہے۔ وکلا وکلا کہہ رہے ہیں سارے۔ یہ تو وکلا تھے ان کو شیطان نے توکیل کی ہوئی تھی کہ اس قوم کو تم نے برباد کرنا ہے اور جتنی باقی رہ جائے گی پھر جلوس نکال کر برباد کرنی ہے۔

اوپر سے ام حفصہ، پتا نہیں اسے کون مشورے دیتا ہے کہ لوگ آرام سے بیٹھے ہیں چل بے بے برقعہ پا تو چل کراچی۔ جو مدرسے آرام سے بیٹھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے باجی ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں بنتا، اللہ کے گھر میں ہمیں قرآن شریف پڑھنا ہے، یہ اللہ کی بندی وہاں چلی گئی۔ پتا نہیں کہ اس کو کس نے کہا تھا کہ تو ایک مدرسے میں جا کر تقریر کر اور وہاں دعوت کھا اور ادھر سے اور ادھر سے ایک انٹیلی جنس نکلے گی مدرسۃ الجہادین خطیر الخطیران۔ وتزملی میران گولیاں برساتے ہیں اور ایک چاقو بھی ان کے پاس تھا۔ اس نے جا کر

وہاں کئی مدرسوں کو black list کرا دیا۔ اس کو کس نے بھیجا تھا۔ جناب والا! اس کی تحقیق کروائیں۔ اللہ کی بندی تو خاوند کو چھوڑ، آرام سے گھر میں بیٹھ۔ تجھے کس نے کہا تھا کہ وہاں چلی جا اور پھر ہر طرف سے ماشاء اللہ تار ٹوٹا ہوا ہے اللہ کے فضل سے۔ اور کوئی مسئلہ نہیں ہے تو آئی آیس آئی کو پکڑ لو یہاں سے۔ چل بھئی تو ادھر جا، او کہندا نہیں تو ادھر جا، او کہندا نہیں تو ایتھے رہنا ایں، او کہندا نہیں توں ادھر جا کے ویکھ، یہ قوم سے کیا تماشا ہو رہا ہے؟ آگے کوئی کم مشاغل ہیں، اور کچھ نہیں ہوتا تو رات کو جا کر ناظم کو پکڑ لیتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا تو چلو جی یہ ایم کیو ایم کا آدمی جو ہے ایم این اے کھڑا ہوا تھا، چلو آج خرچہ ختم ہوگیا ہے تھانے کا اس کو ہی پکڑ لو اور وہ ہمارا گلزار بھائی تھا وہ کمبل شہر سے لاڑکانہ کے ساتھ اس کے گھر میں رات کو چیئرمین صاحب! داخل ہوگئے اور انہوں نے اس کی بہن بیٹیوں کی بےعزتی کی اور اس کے گھر کا سارا سامان لے کر چلے گئے۔ کوئی FIR وغیرہ اس کے خلاف نہیں تھا، صرف یہی اس کا جرم تھا کہ وہ پچھلے انتخابات میں متحدہ قومی موومنٹ کی طرف سے ایم این اے کے انتخابات میں کھڑا ہوا تھا اور اس کے گھر کا سارا سامان لے گئے اور اس کی ماں، بہنوں اور بچیوں کو ذلیل کیا۔ کیا ایسے امن ہو گا یہاں؟

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: وقت کا خیال ہے جناب۔ ایک حدیث سن لیں، باقی میری تقریر کل یہاں سے چوری ہوگئی۔ میں یہاں رکھ کر گیا تھا، آج آیا تو وہ تھی ہی نہیں۔ مجھے نئی تقریر لکھنی پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں---، دیکھو انگریز شریف نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں کا نبی بڑا سمجھدار تھا اور وہ جو بات فرماتے تھے وہ صحیح ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔(عربی)۔ قریب ہے کہ فقر و فاقہ اور بھوک و ننگ جو ہے وہ کفر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ کفر و شرک کو آج کل آپ کی انگریزی میں یا ہمارے ہاں خانہ جنگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انگریز نے اس بات کو سمجھا تھا کہ مسلمان کو کافر بنانے کے لیے اس کے ساتھ دو، تین حرکتیں کرو۔ ایک اس کی تعلیم چھین لو، حکم چھین لو، پیسہ چھین لو اور بڑے بڑے نواب شہر کی سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر سگریٹوں اور بیڑیوں کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر جب پینا شروع

کریں گے تو ان کے شریف خاندان بدمعاش ہو جائیں گے۔ ان کے پڑھے لکھے لوگ جاہل ہو جائیں پھر اس قوم کو دنیا کی ذلیل ترین قوم کہہ کر پکارا جائے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یا تو گورنمنٹ کے خرچے گھٹاؤ، میرے لیے گھٹا دو، کم از کم اس داڑھی کے لیے گھٹا دو یار میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے گھٹا دو ورنہ خدا کی جوتیاں تیار ہیں پچھلوں کے لیے بھی، ان کے لیے بھی، اگلوں کے لیے بھی۔ کل مجھ سے ٹیلی ویژن والے پوچھ رہے تھے کیہ ہوئےگا جناب، میں نے کہا اوھی ہوئےگا جناب جو اللہ تعالی چاھے گا۔ اگر تو لیڈر یہاں آ کر یہ کہتا ہے کہ مواخذہ ہوگا اور اگر کوئی کہتا ہے نہیں ہوگا، جھوٹ بولتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو علم غیب نہیں ہے۔ مجھے ایک علم خدا نے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سب کا مواخذہ ہوگا۔ یا تو خود اپنا محاسبہ کرنا شروع کر لو ار احتساب کرنا شروع کر دو۔ خدا کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ آج اتنا کافی ہے بعد میں انشاء اللہ ملاقات کریں گے۔

جناب چیئرمین: ریحانہ یحییٰ بلوچ صاحبہ

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بی بی اگر آپ مجھے موقع دیں ----

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ: آپ بول لیں۔

Privilege Motion

A Senator has been manhandled by NAB

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں معافی چاہتا ہوں آپ کی اس کارروائی میں مخل ہو رہا ہوں لیکن incident ایسا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم میں اپنے دوست سینیٹرز کے knowledge میں وہ لے کر آؤں اور آپ کے توسط سے میں ایک privilege motion move کروں۔ میں معافی چاہتا ہوں میرے پاس موقع نہیں ہے کہ میں اس کو secretariat میں submit کروں لیکن آپ kindly اس کو یہیں پر privilege motion سمجھ کر treat کریں۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔

A privilege motion under Rule 61 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 A breach of my privilege as

Member Senate of Pakistan has been committed outside the NAB court Rawalpindi. My cousin Mr. Sikndor Ali Abbasi son of Mr. Gul Muhammad Abbasi was acquitted in a reference filed against him. When he was coming out of the NAB court Rawalpindi, he was encircled by plain clothes men at the behest of the Deputy Director of the NAB court--

میرے پاس اس وقت اس کا نام نہیں ہے لیکن نام مل رہا ہے submit کردوں گا---

along with Inspector Muhammad Farooq and others to be identified later---

کل جو سارے لوگ تھے، سارے plain clothes میں تھے کوئی پولیس والا نہیں تھا، ان کے پاس کوئی warrant of arrest نہیں تھا۔ جو کہ ان کے I along with Senator Babar Awan lawyer تھے وہ بالکل سامنے کھڑے تھے۔

pointed out that Mr. Sikender Ali Abbasi has been granted bail by the Islamabad High Court so that he could appear in the NAB court. Despite showing them the bail order, the plain clothes men manhandled me even after the identification.

میں نے ان کو identification باقاعدہ کروائی کہ میں ممبر ہوں سینیٹ کا، صفدر عباسی میرا نام ہے اور Treasury benches پر بھی بیٹھتا ہوں۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے میری کسی identification کو قبول نہیں کیا، الٹا مجھے انہوں نے دھکے دیے جس کی ساری وڈیو فلم بھی میرے پاس موجود ہے۔

This is a serious violation, even after identification they took away my cousin Sikender Ali Abbasi.

مجھے ان کا کچھ پتا نہیں ہے کہ اس وقت اس کو کہاں لے جایا گیا ہے، کون لے گیا ہے اور کس طریقے سے یہ ساری کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ بار بار ان کو ہم نے کہا، بابر اعوان صاحب گواہ ہیں میرے، lawyer بھی ان کے وہی ہیں، بار بار انہوں نے بہرا کر

ان کو دکھایا کہ ان کے پاس bail order موجود ہیں، انہوں نے لہرا لہرا کر کہا کہ ان کی تمام cases میں bail ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود بھی، کس کی behest پر، میں کسی پر کوئی اس وقت الزام attribute نہیں کرنا چاہتا۔ میں کسی کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ کس نے یہ کارروائی کی ہے اور کس نے یہ کارروائی نہیں کی لیکن میں اتنا آپ سے ضرور چاہوں گا کہ

in view of this serious breach of my privilege and I request that this question of breach of my privilege may be taken up immediately

اور میری request ہو گی، رضا ربانی صاحب سے میری بات بھی ہوئی ہے کہ میرے breach of privilege کے question کو آپ اٹھائیں اور میں چاہوں گا Leader of the House کوئی نہ کوئی اس پر روشنی ڈالے اس سے پہلے کہ میں اپنی ساری information آپ کے سامنے رکھوں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. Kamil Ali Agha has the floor.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! یہ high handedness ہے----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آغا صاحب کو سن لیں اور پھر رضا صاحب کو سن لیں، اسی پر تبصرہ کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بہت شکریہ جناب! پہلے تو میں اپنے تمام دوستوں اور بھائیوں کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میری حمایت کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی quasi-judicial authority ہے اور اگر میرے سب دوست مجھ سے agree کرتے ہیں تو میں آپ سے request کروں گا کہ Deputy Director NAB یا جو بھی وہاں کا NAB کا انچارج ہے اس کو آپ آج طلب کریں اور اس کو کہیں کہ وہ بندہ جس کو اس نے اٹھایا ہے سکندر علی عباسی ولد گل محمد عباسی، اس کو آج یہاں لا کر سینیٹ میں produce کریں۔ آپ کی پوری quasi-judicial authority ہے اور آپ یہ order جاری کر سکتے ہیں اگر چاہیں تو۔

سینیٹر کامل علی آغا : جناب! ہمیں اس بات سے اتفاق ہے اور صفدر علی عباسی ہمارے معزز رکن بھی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ایوان کے تقدس کو پامال کرنے والی بات ہے۔ اگر عباسی صاحب جیسا کہ سینیٹر آدمی اپنے آپ کو introduce بھی کروائے اور اس کے باوجود بھی یہ زیادتی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی high handedness ہے۔ ہم صفدر عباسی کے ساتھ ہیں اور ان کی proposal کے مطابق اس کے اوپر کارروائی کی جائے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : رضا ربانی صاحب کو سن لیں۔ عدیل صاحب! time تھوڑا ہے۔ Prorogue ہونا ہے اور جمعے کا وقت ہے۔ سن لیں رضا صاحب کو۔ تشریف رکھیے۔ رضا صاحب اسی پر بات کریں گے۔ انشاء اللہ full due attention will be given to the matter. رضا صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں جتنی اس واقعے کی مذمت کروں وہ کم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ NAB کی high handedness ہے اور اسی لئے NAB کے بجٹ کو کم کیا گیا ہے اور NAB کو disband کرنے کی طرف یہ حکومت بڑھ رہی ہے۔ سینیٹر لطیف کھوسہ نے یہ بالکل صحیح بات کہی کہ یہ دوسرا واقعہ اس نوعیت کا ہے۔ جس میں پہلے انہوں نے سپریم کورٹ کے اندر انہوں نے یہ کیا اور اب یہاں پر انہوں نے یہ کیا ہے۔ جیسے ہی مجھے واقعہ کا پتہ چلا ہے۔

I have spoken to the Law Minister. He is at it and he should be getting back to us. Sir, he is in touch with the Chairman NAB and he has told him, he will be getting back to us in the next 10 to 15 minutes. He has asked for the suspension of the concerned officials and also the release of the cousin of the honourable Senator. I would request you to kindly refer this matter to the Privileges Committee and I am in touch, as I keep

getting the latest information I will keep this House abreast.

جناب چیئرمین: جی بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایک تو میں نے آپ کے سامنے bail order رکھا ہے۔ اس bail order میں یہ لکھا ہوا ہے۔ صفدر عباسی کو بھی اس reference میں ملزم بنایا گیا تھا' یہ بری ہوگئے۔ اس کے بعد انور سیف اللہ اس میں ملزم تھے۔ وہ بھی عدالت سے بری ہوئے۔ اس وقت بھی میں اور اعتزاز احسن ان کے وکیل تھے۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ دوسرے مرحلے میں یہ جو سرکاری ملازم تھے ان کے cases جانا شروع ہوئے۔ یہ سکندر علی عباسی is a public office holder. ان کے خلاف 17 FIRs اس دور میں کی گئی۔ جن میں کوئی ان کا نام نہیں تھا۔ There was a favourable judgment of the High Court. اس بنیاد کے اوپر ان کے لئے میں نے protective bail لی۔ Which is an omnibus bail. آرڈر آپ نے پڑھ لیا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے۔ He shall not be arrested. This is the omnibus bail order. یہاں سارے lawyers بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سارے جانتے ہوں گے کہ omnibus bail order کیا ہے؟ اس کے بعد آج ہم نے اس کے curtail کے اوپر۔ میں جب arguments کرکے نکلا NAB Court سے

I was accompanied with my staff which assisted me in the court.

تو آگے جب میں نے دیکھا تو ان کو یہ لوگ اٹھا رہے تھے۔ مجھے تو I was more concerned about Senator Safdar Abbasi ان کو انہوں نے mal-handle کیا۔ انہوں نے پوری تفصیل آپ کو نہیں بتائی۔ وہ تفصیل ایک وہاں ویڈیو بنائی گئی اور ویڈیو بنانے والے نے اپنا موبائل بھی ہمیں دے دیا۔ وہ یہاں موجود ہے۔ آپ case property بنانا چاہیں تو وہ بھی بنا لیجیے یا اس میں سے transfer ہو سکتا ہے۔ ان کو گریبان سے پکڑا گیا اور ان کو دھکے مارے گئے۔ پھر ہم نے بڑی مشکل سے ان کو وہاں سے نکالا۔ This is one. اس سے پہلے ہفتے پچھلے ہفتے جو سینیٹر لطیف کھوسہ صاحب نے کہا اس میں' میں اور وسیم سجاد صاحب دونوں وکیل ہیں۔ NAB نے آپ کے بالکل پڑوس میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں ہم نے پنجاب بینک کا ایک

کیس ہے ہم دونوں وکیل تھے ملزموں کی طرف سے۔ کورٹ نے یہ کہا کہ آپ status quo anti جو پچھلے مہینے کی ۱۸ ہے اس سے پہلے ہی position پر چلے جائیں۔ These orders are passed legitimately. جب ہم وہاں سے باہر نکلے تو Supreme Court Bar Association کا جو کیفے ٹیریا ہے اس کے اندر ہمارے Advocate on Record بیٹھتے ہیں۔ NAB والے وہاں گئے۔ انہوں نے آدمی کو پکڑا۔ اس کو brutalize کیا' thrash کیا اور "آج" TV کے ایک کیمرہ مین تھے' غالباً سجاد اس کا نام ہے' جب وہ نزدیک گئے تو انہوں نے ان کو بھی مارا اور کیمرہ چھیننے کی کوشش کی۔ Then we three senior advocates came. سینیئر ایڈوکیٹ کوئی محاورتاً نہیں ہے۔ سپریم کورٹ اپنے لوگوں کو declare کرتا ہے' ان کی eminence کے اوپر اور اس کی وکالت کے اوپر۔ وسیم صاحب بھی سینیئر ایڈوکیٹ ہیں اور میں بھی ہوں اور ایک اور سینیئر ایڈوکیٹ ہمارے ساتھ گیا۔ We brought this into the notice of the Chief Justice of Pakistan. چیف جسٹس نے فوراً PJA کو بھی طلب کیا اور in the nine years history of the NAB. پہلی دفعہ NAB کے چیئرمین کو بلایا گیا اور وہ آدمی چھڑوا دیا گیا forthwith. اور انہوں نے کہا کہ آپ یہ نہیں کر سکتے جو کچھ آپ نے کیا ہے۔ صفدر وہاں چیخ رہے تھے کہ اس کا کوئی warrant of arrest آپ دکھا دیں۔ انہوں نے وہاں پر ان کو release کروایا' اور NAB کے officers کو کورٹ کے اندر انہوں نے contempt پر arrest کرکے آرٹیکل ۲ اور ۴ میں بھیج دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اور اس House کی privilege is wider than the Supreme Court. سپریم کورٹ کو وہ اختیار ہے جو آپ کے اور اس House کے بنائے ہوئے آئین کے مطابق ان کو دیا گیا ہے۔ آپ کے اختیارات لامحدود ہیں۔ اس میں دو باتیں دکھ کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ مجھے یہ سمجھ بالکل بھی نہیں آ رہی ہے کہ یہ NAB نے کیا اتنا اچھا کام کیا ہے کہ کچھوے کی رفتار سے اس کی خاتمے کی طرف ہم بڑھتے رہیں۔ اس قسم کا ادارہ نہ صرف قومی وسائل کے اوپر بوجھ ہے بلکہ یہ لوگوں کی بے عزتی کرنے والا ادارہ ہے۔ کراچی کی ایک بیٹی ہے' میں اس کا نام نہیں لے سکتا ہوں۔ اس کا رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔ بہت popular case ہے۔ اور وہ بڑے eminent لوگوں کی بیٹی تھی۔ اس کو اٹھوا کر رات کو انہوں نے کوئی ۶' ۷ سال پہلے تھانے لے کر گئے اور اگلے دن تھانے کی

بینچ سے اس کی فوٹوز بھجوائی گئیں۔ ایک بہت بڑی فیملی بلوچستان کی تھی۔ اس کے لڑکے کے ساتھ۔ وہ بے چارہ اب شہید ہوگیا۔ اس کا رشتہ ہوا تھا۔ وہ رشتہ ٹوٹا۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کیونکہ میں کراچی وہ کیس لڑنے کے لئے گیا تھا۔ اس لئے ایسا ادارہ جو gestapo قسم کی کارروائی کرتا ہے۔ یہ ملک کے عدالتی نظام کے اوپر دھبہ ہے۔ اب ان کی آپ جرأت دیکھ لیجیے۔ جو میں نے کہا ہے وسیم سجاد صاحب اس میں وکیل تھے۔ He can bear me out. میں نے سو فیصد وہی بتایا جو وہاں ہوا۔ پھر انہوں نے تحریری معافی عدالت میں مانگی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتے ہیں اور بہت شدید قسم کی معافی کرنے کے بعد جب ہم نے یہ کہا کہ ہمیں دو۔ We leave them on the mercy of the court آپ جو چاہیں ان سے سلوک کریں۔ انہوں نے اس کے باوجود ان کو ایک ہفتے سے زائد جیل میں رہنا پڑا۔ اب جو deterrance ہے آپ کے powers کی یا اس ایوان کی عزت کی وہ اگر بحال نہ کیا گیا تو کلثوم میری بہن جب ہم ان کو منانے کے لئے اندر گئے۔ ادھر بیٹھتی ہیں کلثوم پروین صاحبہ تو وہ رو رہی تھی۔ اس لئے کہ ان کی بیٹی کے خلاف کیا ہوا۔ I believe this is not just by the way, I believe NAB is drunken of the powers, I believe کہ ان کو بالکل بدمست ہاتھی کی طرح شہریوں کے حقوق کو پامال کرنے کے لئے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

This is the time when this honourable august House, every member has stood up already, everybody is unanimous at least we should do something which makes an example of the NAB.

Mr. Chairman: I think, there is no different opinion on that.

سینیٹر وسیم سجاد: میں ڈاکٹر بابر اعوان کی تائید کرتا ہوں۔ خصوصاً مجھے بہت دکھ ہوا ہے کہ صفدر علی عباسی ہمارے بہت معزز رکن ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ اس طرف بیٹھے ہیں یا اس طرف بیٹھے ہیں۔ ہم سب بے پناہ ان کا احترام کرتے ہیں اور آج اگر ان کی بے عزتی ہوئی ہے تو ہم سب کی بے عزتی ہوئی ہے۔ اگر ان کی توہین کی گئی ہے تو ہماری سب کی توہین کی گئی ہے۔ یہ سینیٹ کی توہین ہے۔ یہ جو ڈاکٹر بابر اعوان صاحب نے کہا کہ یہ واقعی انہوں نے

کسی قانون وغیرہ کی پراہ کئے بغیر لوگوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنا شروع کیا ہوا ہے۔ تو میں ان کی تائید کرتے ہوئے کہوں گا کہ جناب اس پر فوری action لیں اور جو غلط کام ہوئے ہیں ان کو undo کریں۔ اور فوری طور پر کریں۔ اگر اس میں delay ہوگئی تو پھر اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ تو صفدر عباسی کی مکمل تائید کروں گا، جس طرح انہوں نے request کی اس کے مطابق کرنا چاہیے۔

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا: جناب چیئرمین! میں اس کی تائید کرتا ہوں اور یہ request کرتا ہوں کہ یہ بات اب مذمتوں سے حل نہیں ہوگی کہ ہم صرف اس کی مذمت کریں۔ مذمت نہیں اس پر action ہونا چاہیے اور فوری action ہونا چاہیے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ اس کو مہربانی کر کے Cabinet میں لے لیں۔ اس ادارے کو disband کریں اور کوئی اور ادارہ کھول دیں۔ اس ادارے کو بدنام کیا گیا ہے۔ اس کو ختم کروائیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب کو سن لیں اسی پر بات کر رہے ہیں۔ وقت کم ہے بات پھر آگے بڑھ جائے گی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کریں لیکن جمعے کا وقت ہے مختصر رکھیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں آدھا منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین: بولیں مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں صفدر عباسی صاحب کی privilege motion کی مکمل تائید کرتا ہوں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ نیب کو ختم کیا جائے یہی اس کا علاج ہے۔

جناب چیئرمین: رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں نے جیسے ابھی پہلے عرض کیا کہ

موجودہ حکومت پہلے ہی بجٹ کے اندر چار مہینے کا freeze NAB پر لگا چکی ہے اس میں سے دو مہینے تقریباً گزر چکے ہیں، دو مہینے باقی ہیں ہم نے خود NAB کو disband کرنے کی بات پہلے بھی کی ہے۔ ہمارے منشور میں بھی ہے اور اس بارے عملی اقدام بھی اٹھایا گیا ہے کہ ہم نے ان کے بجٹ میں freeze لگا دی ہے۔ So NAB is in the process of being disbanded. NAB جنرل مشرف کے دور میں اسی لیے create کیا گیا تھا تاکہ اس کو political victimization کے لیے استعمال کیا جائے۔ اب وہ آخری دم میں ایسی حرکتیں کر کے اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہ رہے ہیں۔

We fully are in agreement that NAB should be disbanded and we are moving in that direction. As I said that there is a freeze, the honourable Finance Minister has to wind up, I have to wind up, in the meantime the Law Minister will get back to me and I will let you know what the position is.

Mr. Chairman: The issue raised and the matter referred to the Privileges Committee, that is the agreement of the House and on the production.........

سینیٹر کامل علی آغا : ایک عرض کرنا چاہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ اس بات کو ہم ایک معزز اور معزز ترین رکن کے ناتے سے take up کر رہے ہیں اور ہم اس کی دل و جان سے support کر رہے ہیں لیکن یہ point scoring کی بات کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ معزز قائد ایوان کی طرف سے یہ بات کہنا کہ پرویز مشرف کے دور میں یہ ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے کیا ہوتا رہا۔ ان کو اگر میں یاد دلا دوں تو پھر ندامت والی اور بحث برائے بحث والی بات شروع ہو گی۔ میں اس مسئلے کو اتنا غیر سنجیدہ نہیں بنانا چاہتا۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ اس وقت تو جنرل پرویز مشرف صاحب کر رہے تھے آج صفدر عباسی کے خلاف کون کر رہا ہے۔ کون کروا رہا ہے، یہ فلور پر بتائیں، یہ sort out ہونا چاہیے۔ یہ اس لیے تو نہیں ہو رہا کہ صفدر عباسی ایک پولیٹیکل

ورکر ہے اور وہ اپنی جماعت سے اختلاف رائے رکھتا ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے۔ اگر یہ بات ہوگی تو اس کو نکالیں۔ یہ بات نکالیں۔ ہر بات کا الزام پیچھے۔ ایک وراثت ان کی ختم نہیں ہو رہی۔ بھئی آج تو آپ حکمران ہیں، آج آپ حاکم ہیں، پھر آپ رونا رو رہے ہیں پچھلے دور کا۔ آپ کی طرف بیٹھے ہوئے ممبران آپ کی زیادتیوں کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔ یہ زیادتیاں آپ کے دور میں ہو رہی ہیں۔ یہ ظلم اور زیادتیوں کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں پھر آپ کو نظر آئیں گی۔ ہم اس بات کو اس طریقے اور اس روش پر لے جانا نہیں چاہتے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے معزز رکن کے ساتھ، ادھر بیٹھنے کی بات نہیں، ادھر بیٹھنے کی بات نہیں، ایک معزز رکن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کو sort out کریں۔

جناب چیئرمین: یہی کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: بس یہی بات کریں۔ اس سے آگے چلیں گے تو پھر بہت زیادہ باتیں باہر نکلیں گی۔

Resolution:The NAB should be disbanded

Senator Saadia Abbasi: Sir, this is the sense of this House that a unanimous resolution be adopted that the NAB should be disbanded. It is an instrument of oppression and immediately it should be disbanded.

Senator Mian Raza Rabbani : Sir, we have no problem with this resolution.

Mr. Chairman: Because the process has already been initiated.

Senator Mian Raza Rabbani: In fact I will move this Resolution that the NAB should be disbanded....

(اس مرحلہ پر اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ سینیٹ کا اجلاس اس وقت تک جاری رکھا جائے جس وقت تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی انشاء اللہ میری بھی یہی کوشش ہے کہ جلد ہی اس کا فیصلہ کر کے پھر wind up بھی کر دیں۔

Senator Mian Raza Rabbani : Sir, I have said, we have no objection to the resolution.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی، پہلے بھی جب رحمان ملک صاحب power میں تھے تو اس وقت بھی یہی حرکتیں ہوتی تھیں۔ نواز شریف صاحب کے والد صاحب کے ساتھ بھی اسی دور میں ہوا۔ میاں رضا ربانی صاحب اس کو sort out کریں یہ معاملات ادھر جا رہے ہیں۔ میاں رضا ربانی کے لیے میں دعوت فکر دیتا ہوں کہ یہ اس بات کو سوچیں کہ کہیں وہی والا سین تو نہیں دہرایا جا رہا۔ وہی بندہ اور وہی داستانیں شروع ہو چکی ہیں۔

جناب چیئرمین: اس وقت تین چیزیں ہیں، ایک تو unanimous concensus of the House is that the NAB be wound up. دوسرا یہ تھا کہ یہ Privileges Committee کو چلا گیا اور جو production ہے، عباسی صاحب نے کہا، اس کا پھر آپ بتائیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں بتاؤں گا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں پہلے تو اپنے تمام دوستوں اور ساتھیوں کا، سینیٹر صاحبان کا، چاہے وہ ادھر سے ہیں، چاہے ادھر سے ہیں اپنے بارے میں اتنے اچھے اور مؤثر کلمات ادا کرنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس نے ایک stance لیا ہے میری تو یہ request تھی کہ یہ واقعہ اس نوعیت کا ہے کہ آپ personal judicial authority ہیں میں اس بات پر ابھی بھی قائم ہوں کہ you can summon anybody in this Senate آپ چاہیں تو اس سینیٹ کو بھی Privileges

House میں بدل سکتے ہیں۔

The entire Senate can take cognizance of that privilege.

جناب چیئرمین: جو ہاؤس کا concensus ہے‘ I am bound by that.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: لیکن میں احترام کرتے ہوئے‘ تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اور میاں رضا ربانی صاحب میرے لیڈر آف دی ہاؤس ہیں ان کے احترام میں کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ Privileges Committee کو جانی چاہیے‘ میری درخواست ہے کہ مشہدی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان کو یہ direction دیں کہ یہ میری privilege motion اگر سب دوست مجھ سے agree کریں تو urgent basis پر کمیٹی call کر کے کل ہی اس کو سن سکتے ہیں۔ سب دوست یہاں موجود ہیں کل ہی کمیٹی کا اجلاس بلا لیں۔

Mr. Chairman: That is the sense of the House. Mashhadi sahib, that is the sense of the House.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman! the honour and privilege of any member of this House is very close to my heart. I am willing to sit throughout the day and night. The only thing is that I will require the names of those culprits. I would like to have the names of those petty officers who think they are far above anybody else.

(Interruption)

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: By issuing the notices by Monday at the earliest, I think, I can hold this meeting and I can complete it on Monday or Tuesday if required.

Mr. Chairman: Is that OK. with you Abbasi sahib and Awan sahib?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I need the members also and I need the Federal Secretary also.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میرے خیال میں اگر یہ کل بھی میٹنگ بلالیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Interior Minister is out of the country but I will require the Interior Secretary on his behalf, it is not a small matter. They all have to attend my meeting and they must attend the meeting. I will ensure that they attend my meeting.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ٹھیک ہے جیسے مناسب سمجھیں۔

Mr. Chairman: Abbasi sahib, are you satisfied? Awan sahib

رضا ربانی صاحب نے آپ کو undertaking دے دی ہے۔

Senate of Pakistan resolve that the NAB be disbanded immediately and that has already been agreed with the House. So, that is the resolution and that has been done.

اس میں جو production کا معاملہ ہے، رضا صاحب کہہ رہے ہیں کہ

he will be in touch with the authority and he will get back to Abbasi sahib on the production........

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں ذرا بول رہا ہوں

please show some consideration. He says he will follow up for the production of the persons also, is that satisfactory to you?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ رضا صاحب وہ پھر آپ ان کے لیے کر لیجیے گا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Haji sahib, the Committee will inform you. We have certain procedures that we have to follow. Let the Committee do. They will present the report to the House and the aggrieved Senators are satisfied.

مشہدی صاحب! اس کو coordinate کر کے high priority and fast tract پہ proceed کر لیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, you do not have to worry about that but I require the Chairman NAB and I require the Interior Secretary and the Interior Minister or some Minister on his behalf as far as Law Minister is concerned, he is a member and he has to attend the proceedings anyway and also all the responsible officers involved in the incident because what I have found in the Privileges Committee, is specially when a breach is done so against honourable Senators they try to blame very junior officers. Junior Officers do not have the power, they do not have the courage to touch a Senator. They have always done so at the behest of very senior officers. So, I would like to have the senior officers present when this matter is discussed.

Mr. Chairman: And the detail you can obtain from our colleagues and please move it on higher priority.

ریحانہ بلوچ صاحبہ آپ نے کچھ کہنا ہے کیونکہ وقت کم ہے رضا صاحب اور وزیر خزانہ صاحب نے بھی wind up کرنا ہے۔ رضا صاحب پہلے آپ کر لیں

then the Finance Minister can wind up because all speakers have been

covered.

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! ویسے تو کافی باتیں تھیں لیکن چونکہ وقت کم ہے لہٰذا میں دو تین چیدہ چیدہ باتیں ہیں ان پر آجاتا ہوں۔ سب سے پہلے چونکہ بلوچستان کا مسئلہ نہایت اہم ہے اور priority No. 1 ہے۔ میں یہاں پر یہ بات بڑے واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ coalition حکومت کی بلوچستان کے معاملے میں پالیسی بڑی واضح ہے-----

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let us hear the honourable Leader of the House.

سینیٹر میاں رضا ربانی : بلوچستان کے مسئلے پر coalition حکومت کی پالیسی بڑی واضح ہے ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان اس فیڈریشن کا برابر کا حصہ ہے۔ اور وہاں کے عوام کے ساتھ مظالم کا سلسلہ اور operations کا سلسلہ چلتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان پیپلز پارٹی نے جیسے ہی اٹھارہ فروری کے انتخابات آئے تو سب سے پہلا کام جو پاکستان پیپلز پارٹی نے -------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب، تہمیم صاحب آپ

please let us hear the Leader of the House. I request the honourable colleagues to please let the proceedings continue and hear the honourable Leader of the House.

رضا صاحب کو سنیے ذرا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : میں عرض کر رہا تھا کہ جیسے ہی اٹھارہ فروری کے انتخابات کے نتائج آئے سب سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی قیادت نے بلوچ عوام سے معذرت چاہی اور ہم نے ایک political dialogue بلوچستان کی عوام کے ساتھ کھولا جو بلوچ nationalist leaders جیلوں میں بند تھے ان کے خلاف جو مقدمات تھے ان کو فوری طور پر حکومت نے واپس لیا اور ان کی رہائی عمل میں آئی۔ لہٰذا ہم نے اپنی intention اور طریقہ کار کو بڑے واضح الفاظ میں جو direction ہم لینا چاہتے ہیں وہ ہم نے set کر دیا ہے کہ ہم بلوچستان

کے مسئلے کو ایک سیاسی مسئلہ سمجھتے ہیں۔ وہاں کے عوام اور دیگر چھوٹے صوبوں کی عوام کا مسئلہ صوبائی خودمختاری کا مسئلہ ہے۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کے resources پر ان کا control ہو اور وہ اپنے آپ کو وفاق میں برابر کا حصہ دار سمجھیں۔

It is abundantly clear that we do not believe in the policy of using force for the settlement of political issues

لیکن میں یہاں پر یہ بات ضروری عرض کرنا چاہوں گا کہ جو صورت حال ابھی بلوچستان میں سامنے آئیہے یہ نہایت افسوس ناک ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ حکومت اس سے آگاہ ہے اور ہماری پوری کوشش ہوگی کہ اس operation کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ یہاں پر بات کی گئی کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور میں نے اس وقت اس لیے کمیٹی کی بات نہیں کی جس کی وجہ سے واک آؤٹ بھی ہوا ۔ میرے ذہن میں یہ تھا کہ اس سے پہلے بھی بلوچستان کے مسئلے پر سینیٹ کی بہت سی کمیٹیاں بنی ہیں۔ مشاہد صاحب کی کمیٹی بنی۔ اس کی recommendations آئیں' it never saw the light of day. وسیم صاحب کی کمیٹی بنی اس کی recommendations مرتب ہی نہیں ہو سکیں۔ That never went anywhere. لہٰذا اگر ایک کمیٹی بنا کر مسئلے کو مٹی پاؤ کرنے کا مسئلہ تھا تو میرے لیے یہ بہت آسان تھا کہ میں اس وقت کھڑا ہو جاتا اور desk thumping بھی لے لیتا اور walk out بھی بچا لیتا لیکن میرے ذہن میں یہ تھا کہ ایک meaningful کمیٹی ہو۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ political will ایک side پر اور پاکستان کی establishment کی considerations دوسری side پر ۔ ایک

via media between the two has to be found, I am being very practical about it and I am being very clear and very blunt about it.

لہٰذا میرے ذہن میں یہ تھا کہ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو بامقصد ہو' جو empowered کمیٹی ہو۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ اگلا اجلاس ہمارا پچیس کو ہے اس سے پہلے میں وزیراعظم سے بات کر کے' وزیراعظم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دلاؤں جس میں سینیٹ کے اور اسمبلی کے اراکین ہوں' جن کا تعلق بلوچستان سے ہے تاکہ وہ کمیٹی وزیراعظم کی سربراہی میں جب دیگر اداروں کو بلائے گی تو اس کا ایک معنی ہوگا' وہ ایک direction کو سیٹ کر سکے گی اور اس کی

جو recommendations ہوں گی وہ under the carpet نہیں جائیں گی۔ بہرحال دوستوں کو اگر یہ بات منظور نہیں ہے تو I bow to their wishes جیسے لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات ہوئی ہے کہ ایک سات رکنی کمیٹی اس ہاؤس کی تشکیل دینے کے لیے تیار ہیں جن کے نام in consultation with the Leader of the Opposition and myself آپ کے ساتھ بیٹھ کر we will formalise that today or tomorrow morning تاکہ آپ کمیٹی بنا سکیں

and it has been agreed that the leader of the House would chair that committee and that would give its findings in 7 to 8 weeks and those findings would be shared obviously with the House and also would be given to the Prime Minister and we would take the Prime Minister on board also. So that those findings can meet and can have meat find substance in implementation.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: اس کمیٹی میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہونی چاہیے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is no way, this is no way.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے disturb نہ کریں وہ work out کر لیں گے۔ ایک مؤثر کمیٹی بنے گی۔ دونوں Leader of the House, Leader of the Opposition نے agree کیا ہے اپنے ممبران سے گفت و شنید کے ساتھ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: Sir، جہاں تک سینیٹر زہری کا تعلق ہے تو ان کا مسئلہ ویسے بھی ہم نے Privileges Committee کو بھیج دیا ہے۔ یہاں پر چونکہ time کم ہے اور بلوچستان کا زیادہ اہم مسئلہ تھا میں یہاں پر ایک بات بالکل clear کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سے جو واقعات ایک دم ہمارے سامنے رونما ہونے لگے ہیں' آغا صاحب پھر ناراض ہوں

گے۔یہ بہت سے واقعات جو ہمارے سامنے رونما ہونے لگے ہیں ان کا غالباً کسی نہ کسی طریقے سےتعلق کل کا جو coalition government کا decision سامنے آیا ہے ان سے ہے لیکن یہاں پر honourable مشاہدحسین سید صاحب کی طرف سے ایک الزام لگایا گیا جن کا مجھے نہایت احترام ہے اور انہوں نے الزام لگایا کہ جی ہارس ٹریڈنگ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس کی بولی بھی لگنی شروع ہو گئی ہے۔ میں on the floor of the House categorically یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہارس ٹریڈنگ کا وتیرہ coalition government کا نہیں ہے۔ ہارس ٹریڈنگ کا وتیرہ جہاں سے اس نے جنم لیا وہ آپ بڑی اچھی طرح جانتے ہیں اور ہارس ٹریڈنگ وہاں پر کی جاتی ہے یا وہ عناصر کرتے ہیں یا وہ لوگ کرتے ہیں جن کے numbers complete نہ ہوں۔ یہاں پر coalition government کے

for the impeachment, the numbers are not only complete but there is a very good added assurance that the coalition has.

تو لہٰذا ہارس ٹریڈنگ ہماری طرف سے نہیں ہوگی۔ ہارس ٹریڈنگ ہوگی، دیگر اداروں کو استعمال کیا جائے گا تو وہ جنرل مشرف کی طرف سے کیا جائے گا جو اس بات کو محسوس کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: ہماری طرف سے کوئی ہارس ٹریڈنگ نہیں ہے۔ یہ میں بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ there is no horse trading. اور نہ ہوگی اور آئین اور قانون کے جو تقاضے ہیں impeachment کے لیے وہی تقاضے ہم----

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, this is no way.

بی بی آپ این آر او کی بات نہ کریں۔ این آر او کے سب سے زیادہ beneficiary آپ ہیں۔ بینک کے loans کس نے معاف کرائے، این آر او کی وجہ سے بری کون ہوا؟ اگر این آر او کی بات ہوتی تو مواخذے کی تحریک کوئی نہ ہوتی۔ حوصلہ رکھیں، حوصلہ رکھیں بات سننے کا۔ جب آپ لوگوں نے الزامات لگائے تو ہم نے خاموش ہوکے سنا۔اس طرح نہیں ہوتا ہے۔مشاہدحسین صاحب

نے جو الزام لگایا میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ آپ آرام سے بیٹھ کے اس بات کو سنیں۔ آپ آرام سے بیٹھ کے سنیں۔

جناب چیئرمین: سن لیں،

Leader of the House has the floor, let us hear him.

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is the way....

جناب چیئرمین: وہ wind up کر رہے ہیں timeبھی تھوڑا ہے۔ سن لیں نا ان کو، سن لیں ذرا۔

He has the floor, please bere him out. Raza Sahib please continue.

سینیٹر میاں رضا ربانی: Impeachment کروائیں گے۔ Impeachment کا result اٹھارہ فروری کا result ہوگا۔ Impeachmentسے جنرل مشرف کو جانا ہوگا۔ یہ پارلیمنٹ کا فیصلہ ہے۔ یہ بالکل پارلیمنٹ کا فیصلہ ہے۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب ٹھیک ہے بلوچستان کا issue ہوگیا تو اب prorogue کرلیں؟ رضا صاحب کا بھی wind up ہوگیا۔ ابھی پھر prorogue کرلیں؟

سینیٹر کامل علی آغا: ٹھیک ہے جی کرلیں۔

Mr. Chairman: In exercise of the powers conferred by Article 54 (3) read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on Friday, the 8th August, 2008.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون۔ وسلم علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

[The House was then prorogued sine die]